فتح مند زندگی

کیا فاتحانہ مسیحی زندگی گزارنا ممکن ہے؟

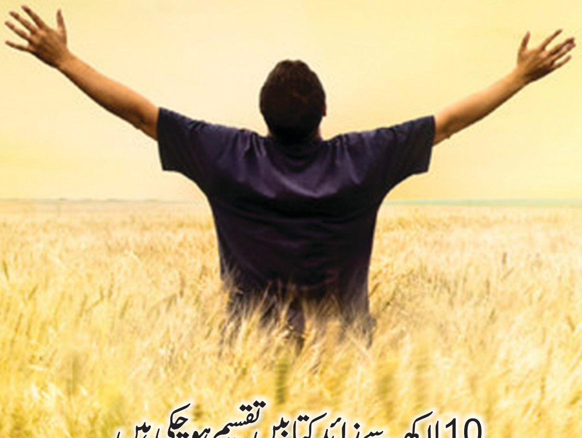

10 لاکھ سے زائد کتابیں تقسیم ہو چکی ہیں

برادر سموئیل

فتح مند زندگی

کیا فاتحانہ
مسیحی زندگی گزارنا ممکن ہے؟

10 لاکھ سے زائد کتابیں
تقسیم ہو چکی ہیں۔

برادر سموئیل

جملہ حقوق محفوظ ہیں

مزید معلومات کے لئے

EveryHome

57-H, P.E.C.H.S, Block-6, 75100-Karachi.
1761-D, Block-J, Nishat Colony, Lahore Cantt.
021-34380601,042-37138056, 0345-2013580
everyhomepk@gmail.com, **UAN:** 0304-1110720

فہرست

۱)	کیا فاتحانہ مسیحی زندگی گزارنا ممکن ہے؟	5
۲)	ایمان اور فتح	9
۳)	کوشش نہ کریں بلکہ بھروسہ کریں	13
۴)	شکوک وشبہات کا حل	19
۵)	دُعا کے ذریعے خُدا کو جاننا	23
۶)	اے خُداوند ہمیں دُعا کرنا سِکھا	26
۷)	دُعا اور فتح	30
۸)	کلام کے ذریعے خُدا سے تعلق	33
۹)	خُدا کے کلام کو دل میں رکھنا	35
۱۰)	خُدا کے کلام کی فرمانبرداری	39
۱۱)	خُدا سے تعلق لوگوں کے ذریعے	42
۱۲)	جہاں دو یا تین جمع ہوں	44
۱۳)	ٹوٹے ہوئے رشتوں کو بحال کرنا	46
۱۴)	خُدا سے تعلق قائم کرنا	49

۱۵) میں انجیل سے نہیں شرماتا 52
۱۶) مصلوب شُدہ زندگی 55
۱۷) میں ہر روز مرتا ہوں 57
۱۸) رُوح میں کام کرنا 62
۱۹) خوشگوار مسیحی زندگی 64
۲۰) خُدا کا اطمینان 67
۲۱) آزمائش پر فتح 70
۲۲) غصے پر فتح 73
۲۳) بُری خواہش پر فتح 76
۲۴) حسد پر فتح 78
۲۵) مادہ پرستی پر فتح 81
۲۶) بےلگام زبان پر فتح 83
۲۷) فریب پر فتح 85
۲۸) بُری عادات پر فتح 87
۲۹) ہر ایک خیال کو قید کرنا 89
۳۰) میرے ساتھ ملکر دُعا کریں 91

کیا فاتحانہ مسیحی زندگی گزارنا ممکن ہے؟

اس بات پر حیران ہونے کے لئے کہ فتح مند مسیحی زندگی بسر کرنا واقعی کوئی حقیقیت ہے؟ کسی شخص کا کئی سالوں سے مسیحی ہونا ضروری نہیں میرے پاس خُدا کی طرف سے معافی اور ابدی نجات کے وعدوں کا ہونا ہی کافی ہے، کیا میں واقعی اپنی پرانی عادات اور روشوں پر فتح پا سکتا ہوں؟ ایسے بہت سے مسیحی ہیں جو نیک مقاصد کے لئے ایسے سوالات پوچھتے ہیں ۔اگر ہم صرف اپنے اردگرد نظر دوڑائیں تو بے شمار ایسے مسیحی ملیں گے جو نئے عہد نامہ میں بیان کردہ فاتحانہ مسیحی زندگی کے معیار سے کہیں دُور مایوس زندگی بسر کرتے ہیں ۔ مجھے ایسے بے شمار مسیحی لوگوں سے ملنے کا اتفاق ہوا جو اتنے زیادہ مسائل اور مشکلات سے گھرے ہوئے ہیں کہ شاید اُن کے مسائل اور حالات کا کوئی خاطر خواہ حل نہیں ہے۔ پھر میں نے گردونواح میں کئی مسیحی قائدین کی طرف دیکھا تو اکثریت شکست خوردگی ، پست ہمتی بلکہ پوری مسیحی قوم میں مایوسیوں کے بادل چھائے دیکھے۔اُن کے لئے شکست خوردگی عام سی بات ہو چکی ہے کیونکہ بہتوں نے فتح مندی کے تعلق سے کتابِ مُقدس کے اہم اصولوں کو ترک کر دیا ہے اور وہ نفسانی اور انسانی نظریات کے پیروہو گئے ہیں جس کے نتیجے میں انسانی سوچ کا رجحان اس طرف ہو رہا ہے کہ کیا واقعی فتح ہے بھی یا نہیں۔

اس سے بھی زیادہ خطرناک بات یہ ہے کہ ہم دوسروں کی شکست خوردہ زندگی کو دیکھتے ہوئے اپنی زندگی کو بھی ویسا ہی دیکھتے ہیں۔ بہت سے مسیحی جنسی خواہش، نفرت، غصہ، پریشانی اور دل کی کئی حیلہ بازیوں کے اسیر ہیں جبکہ وہ سمجھتے تھے کہ مسیحی ہونے کے بعد وہ اِن لعنتوں میں مبتلا نہیں ہوں گے۔ ہم میں سے بہتوں کے لئے یہ ضروری نہیں کہ اُن کو بتایا جائے کہ ہم شکست خوردہ ہیں بلکہ ہمیں ہر روز اس حقیقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

حال ہی میں مجھے ایک مسیحی خاتون ملی جو ایک ایماندار (مسیحی) کی بیوی تھی جس نے بلاتکلف مجھ سے کہا کہ میں اپنے شوہر کے علاوہ ایک اور مرد کے ساتھ جنسی گناہ میں مبتلا ہوں۔ جس انداز سے اُس نے اپنے اِس گناہ کا اقرار کیا اُس سے یوں محسوس ہوتا تھا کہ جیسے اس غلط رشتے کو ختم کرنے کی کوئی اُمید ہی نہیں۔

کئی سال پہلے میں ایک پاسبان سے ملا جو حرامکاری میں مبتلا تھا۔ اُس نے مجھے بتایا کہ میں نے دُعا کی اور کہا کہ اے خُدا میرے جو احساسات اس عورت کے لئے ہیں اُن سے مجھے آزاد کر لیکن میں اپنی اس خواہش پر غلبہ نہ پا سکا۔ بے شمار ایماندار ایسے بھی ہیں جنہوں نے شکست کو اپنی منزل کے طور پر قبول کرلیا ہے کیونکہ اُنہوں نے اپنی زندگی میں فتح کے منبع کو قبول نہیں کیا۔ میں نے اکثر مسیحیوں کو جن کی زندگی شکست خوردہ ہے بہانہ بازی کے لئے کلام کا حوالہ دیتے سُنا ہے۔ زیادہ تر نفسانی لوگ اپنی کمزوریوں پر پردہ ڈالنے کے لئے داؤد بادشاہ کا حوالہ دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ آخر وہ بھی تو خُدا کے دل کے موافق تھا تو بھی وہ جنسی گناہ اور قتل کا مُرتکب

ہوا۔ اِس کے باوجود وہ خُدا کا بندہ اور خُدا کی بادشاہی میں ایک قائد کی حیثیت سے تھا تو پھر ہمیں اپنے آپ سے بہتر توقع کیوں کرنی چاہیے۔ کتابِ مُقدس ایسے بے شمار خواتین وحضرات کی مثالوں سے بھری پڑی ہے جو خُدا کے لوگ ہونے کے باوجود شکست خوردہ ہوئے۔ پولُس رسول فرماتا ہے کہ ''۔۔۔جس نیکی کا ارادہ کرتا ہوں وہ تو نہیں کرتا مگر جس بدی کا ارادہ نہیں کرتا اُسے کرلیتا ہوں۔'' (رومیوں ۷:۱۹)

پطرس رسول نے یسوع مسیح کا انکار کیا، توما رسول نے شک کیا۔ جب ایک بادشاہ ابرہام کی بیوی کا طالب ہوا تو ابرہام نے بھی اُس سے جھوٹ بولا۔ موسیٰ بھی فرعون کے خوف سے شکست خوردہ ہوکر مدیان کے بیابان کی طرف بھاگ نکلا۔ کتابِ مُقدس کا مطالعہ کرنے والا ہر شخص بڑی آسانی سے یہ کہہ سکتا ہے کہ ایمانداروں کے لئے فتح کا کوئی تصوّر نہیں ہے۔

بہت سے مسیح کے پیروکار شکست خوردہ زندگی بسر کرتے ہیں اور وہ جانتے ہیں کہ کتابِ مُقدس ایک مختلف قسم کی زندگی کا بیان کرتی ہے لیکن اُنہوں نے اپنی شکست خوردہ زندگی کو اپنی رُوحانی منزل بنالیا ہے۔ لوگ جس حقیقت کو سمجھ نہیں رہے وہ یہ ہے کہ شیطان بنی نوح انسان کو آج تک وہی پرانی کہانی سناتا چلا آرہا ہے۔ اُس نے ایمانداروں کی ہر نسل کو قائل کرنے کی کوشش کی کہ وہ گناہوں کی اس گندگی میں ہی زندگی بسر کرنے کے لئے پیدا ہوئے ہیں اور یہ لوگوں کے لئے عام سی بات ہے۔

جب یسوع صلیب پر مُوا تو اُس نے نہ صرف ہمارے دشمن ابلیس کو شکست خوردہ کیا

بلکہ اُس کا برملا تماشا بنایا۔ کتابِ مُقدس میں ابلیس کو بھائیوں پر الزام لگانے والے کے طور پر مخاطب کیا گیا ہے جو ہمیں مسلسل کہتا رہتا ہے کہ تمہارے لئے کوئی اُمید نہیں اور وہ ہمیں قائل کرتا ہے کہ شکست ہماری منزل ہے لیکن وہ جھوٹا ہے۔ کلامِ خُدا میں واضح طور پر بتایا گیا ہے کہ ''۔۔۔اُن سب حالتوں میں اُس کے وسیلہ سے جس نے ہم سے محبت کی ہم کو فتح سے بھی بڑھ کر غلبہ حاصل ہوتا ہے۔''
(رومیوں ۸:۳۷)

کتابِ مُقدس فرماتی ہے کہ جب یسوع صلیب پر مُوا تو اس نے شکست خوردہ شیطان کا برملا تماشہ بنایا (کُلسیوں ۲:۱۵) اب ہمیں ابلیس کے جھوٹ پر یقین نہیں کرنا چاہیے کیونکہ شرارت کی روحانی فوجوں پر پہلے ہی سے فتح پائی جا چکی ہے اور یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے۔

سب سے بڑی کُشتی جو ہم کر رہے ہیں بنیادی طور پر یہ وہی کُشتی ہے جو پولُس رسول نے بھی کی تھی وہ اقرار کرتا ہے کہ اُس کے جسم میں کوئی راستبازی بسی ہوئی نہیں ہے (رومیوں ۷:۱۸) پولُس رسول نے شکست کھائی ہے لیکن وہ یہ بھی جانتا تھا کہ فتح کا وسیلہ مسیح ہی ہے، یہ وہ عظیم سچائی ہے جو مسیحی ہونے سے پہلے میں نے کبھی نہیں سیکھی تھی کہ فتح مند مسیحی زندگی ایسی نہیں ہے کہ میں کچھ کر کے اُسے حاصل کرلوں بلکہ یہ وہ زندگی ہے جو مسیح نے میرے لئے حاصل کی ہے اور وہ مجھے ہر بُری خواہش اور آزمائش سے بچائے گا کیونکہ یسوع نے فتح حاصل کرلی ہے اس لئے یسوع مسیح پر ایمان لائیں اور فاتحانہ مسیحی زندگی گزارنا شروع کریں۔

ایمان اور فتح

ہم جو یسوع مسیح میں ہیں ہمیں شکست خوردہ ہونے کی ضرورت نہیں کیونکہ امیر سے غریب تک، بچے سے بوڑھے تک، ان پڑھ سے پڑھے لکھے تک، سب کا فتح پانے کا وسیلہ ایک ہی ہے ۔ ہمارا مال ومتاع ، ہماری انسانی حکمت اور نہ ہی کوئی سرٹیفکیٹ ہمیں فتح دے سکتا ہے۔ مسیح نے جو کچھ ہمارے لئے کر دیا ہے اُس کی وجہ سے ہم میں سے ہرایک اُس کی فتح میں داخل ہوتا ہے اور وہ فتح صرف ایمان ہی کے وسیلہ سے حاصل کی جاسکتی ہے۔

اگر ہم ایمان کے عظیم سورماؤں کے متعلق پڑھیں خواہ وہ کتابِ مُقدس سے ہوں یا موجودہ تاریخ سے اُن میں سے ہرایک ایمان کے وسیلہ سے ہی فاتح ٹھہرا۔ ہابل نے ایمان کے ذریعے افضل قُربانی کی ،نوح نے ایمان کے ذریعے کشتی بنائی، حنوک ایمان ہی کے ذریعے خُدا کے ساتھ چلا ، ابرہام نے ایمان کے ذریعے سفر کیا ،موسیٰ نے بنی اسرائیل کو ایمان ہی کے ذریعے سے مصر سے نکالا ، مارٹن لوتھر نے ایمان کے ذریعے ہی اصلاحی تحریک چلائی ، وائٹ فیلڈ نے ایمان کے ذریعے بیداری کا تجربہ کیا، موڈی نے ایمان کے ذریعے ایک برِاعظم کو ہلا ڈالا ، ایمان ہی ہمیشہ سے فتح کے حصول کا ذریعہ رہا ہے۔ ہماری شخصی بیداری کا سارادارومدار ایمان ہی کا پہلو

ہے لہٰذا اہم بات یہ ہے کہ ہم ایمان کی حقیقت کو سمجھیں۔

جب ہم کسی واعظ کو سُنتے ہیں تو ہمارے اندر جذبات پیدا ہوتے ہیں کیا وہ ایمان ہے؟ کیا ایمان کسی نفسیاتی حالت کا نام ہے جو ہماری مثبت سوچ کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے؟ کیا ایمان ہی ہمارے تمام طرح کے مسائل کا حل ہے؟ کیا یہ ممکن ہے کہ ہم صرف یسوع مسیح کا نام لیں پھر کبھی بیمار نہیں ہوں گے؟

ایمان کیا ہے؟

اس سوال کا جواب ہی فتح مند مسیحی زندگی بسر کرنے کا راز ہے۔ تاہم مجھے افسوس ہے کہ ہم نے ایمان کے متعلق کتابِ مُقدس کی تعلیمات کو ایسے توڑ موڑ کر پیش کیا ہے کہ لوگ تجربہ ہی نہیں کرتے جو فتح پانے کے لئے ہماری رُوحوں کو بیدار کرے اور کلیسیاء کو ایک بار پھر دُنیا کا نور بننے کا موقع مل جائے۔

یاد رکھیں! ایمان کا آغاز خُدا سے ہوتا ہے ہم سے نہیں اس لئے ضرور ہے کہ ہم اپنے آپ کو ذہنی طور پر یقین کرنے کے مقام پر لے آئیں۔ ایمان کوئی عجیب قسم کے احساسات نہیں ہیں کہ آپ اپنے آپ کو کھوئے ہوئے سمجھیں۔ کتابِ مُقدس فرماتی ہے کہ ''ایمان سننے سے پیدا ہوتا ہے اور سُننا مسیح کے کلام سے'' رومیوں ۱۰:۱۷ ایمان ہمارے اندر سے نہیں بلکہ خُدا سے شروع ہوتا ہے اور ایمان کے بغیر خُدا کو پسند آنا ناممکن ہے۔ ایمان ایک ایسے مقصد کا نام ہے جس کا آغاز ہمارے اندر سے نہیں بلکہ باہر سے ہوتا ہے یعنی کہ خُدا کے کلام کو پڑھنے اور سننے سے ہوتا ہے۔

ایمان کا آغاز خُدا اسے ہوتا ہے جب وہ اپنے کلام کی قدرت (یسوع مسیح) کے وسیلہ سے ہمیں ایک نئی راہ پر ڈالتا ہے۔ کتابِ مُقدس کے مطابق حقیقی ایمان ہمیشہ یسوع مسیح کی طرف ہماری رہنمائی کرتا ہے۔(عبرانیوں ۱۲: ۲) کتابِ مقدس میں مرقوم ہے کہ ''اور ایمان کے بانی اور کامل کرنے والے یسوع کو تکتے رہیں۔۔۔'' یسوع مسیح ہی ہمارے ایمان کی بنیاد، راہ، حق اور زندگی ہے۔ وہ ایمان جو کلام کے مطابق نہ ہو ٹھیک نہیں، یہی وجہ ہے کہ بہت سے مسیحی اپنے آپ کو شکست خوردہ پاتے ہیں کیونکہ اُن کا بھروسہ اور یقین خُداوند یسوع مسیح کی بجائے اپنے آپ پر، اپنی قابلیت پر، اپنے روپے پیسے اور اپنے تجربہ پر ہوتا ہے۔ خُدا ہم میں کوئی نہ کوئی کمزوری رہنے دیتا ہے تا کہ وہ ہمیں اپنی قوت دکھائے۔ ہوسکتا ہے کہ خُدا ہمیں مالی بحران سے گزرنے دے تا کہ وہ ہماری ہر ایک ضرورت کو یسوع مسیح میں اپنے جلال کی قدرت سے پورا کرے (فلپیوں ۴: ۱۹) ہمارے اپنے تجربات ہمیں دھوکہ دے سکتے ہیں لیکن یسوع مسیح سراپا سچائی ہے فتح صرف یسوع کے وسیلے سے ہی ممکن ہوتی ہے۔

ایمان کا آغاز خُدا کا ہمارے دلوں میں اپنے کلام کے وسیلہ سے بات کرنے سے ہوتا ہے اور ہماری ہر ضرورت کے لئے یسوع مسیح کی طرف دیکھتے رہنے سے ہی جاری رہتا ہے۔ لیکن اہم بات یہ ہے کہ ایمان کام کرتا ہے جو ہمارے کاموں سے پیدا نہیں ہوتا بلکہ جو اس کے برعکس ہے وہی سچ ہے۔ ایمان سے عمل پیدا ہوتا ہے یہ عمل ہماری زندگیوں میں خُدا کے کام ہیں لہٰذا ہم اپنی کسی بھی قابلیت پر فخر نہیں

کر سکتے۔ ہم صرف مسیح پر ہی فخر کر سکتے ہیں کیونکہ وہی ہماری فتح ہے۔

اکثر لوگ مجھ سے کہتے ہیں کہ برادر سموئیل میں مسیح پر ایمان لا یا مگر اِس سے کوئی بات بن نہیں رہی۔ جب بھی میں ایسے لوگوں کے ساتھ بات کرتا ہوں تو اس نتیجے پر پہنچتا ہوں کہ اُن کا بھروسہ مسیح کی بیش بہا قدرت پر نہیں بلکہ اپنی کاوشوں اور اپنے تجربے پر مبنی ہوتا ہے۔ مجھے یسوع کے ساتھ اس سفر میں ستائیس سے زیادہ سال ہو چکے ہیں لیکن میں ایک بات بڑے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ میں نے کئی مرتبہ اپنے محبوب خُداوند یسوع کے ساتھ بے وفائی کی مگر اُس نے کبھی نہیں کی۔ میں نے اس حقیقت کو جانا ہے کہ مسیحی زندگی میں فتح صرف ایمان ہی کے وسیلہ سے ملتی ہے۔

ہمارے ایمان کا آغاز خُدا کے کلام کو پڑھنے اور سُننے سے ہوتا ہے اور یسوع کی طرف دیکھتے رہنے سے جاری رہتا ہے۔ اس کا اختتام اُس فتح سے ہوتا ہے جو ہماری نہیں بلکہ یسوع کی ہے ہم تو بس اِس فتح میں داخل ہوتے ہیں جو اُس نے پہلے ہی سے حاصل کر لی ہے۔ یہ اس لئے نہیں ہے کہ ابرہام، نوح، موسیٰ، داوٗد، پولُس، لوتھر اور وائٹ فیلڈ عظیم لوگ تھے بلکہ اس لئے کہ انہوں نے ایک عظیم اور قدرت والے خُدا پر بھروسہ کیا، انہوں نے یسوع مسیح کی طرف دیکھا۔ اس بات کو واضح کرنا نہایت ہی اہم ہے کہ وہ جو ابرہام، نوح، موسیٰ، داوٗد، پولُس، لوتھر، موڈی اور وائٹ فیلڈ کا خُدا ہے وہی ہمارا خُدا ہے۔ یہ ہماری کوئی قابلیت نہیں کہ ہم اس فتح میں شریک ہوں گے بلکہ یہ خُدائے قادرِ مطلق پر سادہ سا ایمان ہے جس کے وسیلہ سے ہمیں فتح میسر آتی ہے۔

کوشش نہ کریں بلکہ بھروسہ کریں

تقریباً ستائیس سال پیشتر جب میں مسیح پر ایمان لایا تو میری زندگی یکسر بدل گئی۔ خُدا نے مجھے حسد اور خودغرضی سے جنہوں نے مجھے کئی سالوں سے غلام بنا رکھا تھا آزاد کر دیا، خُدا نے جو کچھ میری زندگی میں کیا اس کی وجہ سے میں حیران تھا۔ میری کئی ایسی عادات تھیں جن پر میں غلبہ پانا چاہتا تھا لیکن ناکام رہا تاہم جب یسوع میرے دل میں آ گیا تو میں واقعی آزاد ہو گیا۔

مسیح کی پیروی کرنے کے کئی ماہ بعد مجھے محسوس ہوا کہ ایک عادت ایسی ہے جو ابھی تک میری جان نہیں چھوڑ رہی یہ عادت جذباتیت کی انتہا تھی۔ جب کوئی میرے متعلق غلط بات کرتا تو میں غصے سے لال پیلا ہو جاتا، میں اس قدر غم و غصے سے بھر جاتا اور میرا دل چاہتا تھا کہ اُس کو دولگا دُوں لیکن میں جانتا تھا کہ یہ غلط ہے اور اس طرح کے احساسات سے خُدا خوش نہیں ہوتا۔ اس لئے میں نے فیصلہ کر لیا کہ کوشش کروں گا کہ میں کسی سے بدتمیزی نہ کروں۔ مجھے نہیں معلوم کہ آپ نے کبھی کوشش کی ہے کہ نہیں لیکن میں آپ کو دوستانہ مشورہ دیتا ہوں کہ کوشش نہ کریں یہ ناممکن ہے۔

میں نے جتنی زیادہ کوشش کی کہ ایسا نہ کروں اُتنا ہی زیادہ ہوتا گیا اور میں اپنے دانت پیستا رہتا، مجھ سے جتنی کوشش ہوسکتی تھی میں نے کی لیکن نہیں جانتا تھا کہ کیا کروں! اس لئے میں نے اور زیادہ کوشش کی مگر بُری طرح سے ناکام ہوا۔ جتنا زیادہ میں اُلجھا دینے والے گناہ سے بچنے کی کوشش کرتا مجھے یوں محسوس ہوتا کہ میں اس کا زیادہ غلام بنتا چلا جارہا ہوں۔ چنانچہ ایک دن میں نے فتح مند مسیحی طرزِ زندگی کا بھید سیکھا کہ یہ کوشش سے نہیں بلکہ ایمان سے ممکن ہے۔ میں بار بار کوشش کر کے تھک چکا تھا آخر کار مجھے سمجھ آ ہی گئی کہ مجھے صرف یسوع پر ایمان لانا تھا کہ اُس نے میرے لئے فتح حاصل کر لی ہے۔ وہ بالکل میری طرح یا کسی بھی شخص کی طرح ہر اعتبار سے آزمایا گیا تو بھی وہ بے گناہ رہا، دوسرے لفظوں میں یہ کہ وہ پہلے ہی غصے پر غالب آیا ہے مجھے صرف اُس پر ایمان لانا تھا کہ وہ مجھ میں رہتا ہے اور جو کام اس نے دو ہزار سال پہلے کئے وہ اب بھی کرے گا، مجھے صرف کوشش کرنا بند کر کے یسوع مسیح پر بھروسہ کرنا تھا کہ وہ میرے غصے پر مجھے غلبہ بخشے گا۔ خُداوند یسوع جس نے مجھے بچایا اور میرے گناہ معاف کئے ہیں وہ اس لائق ہے کہ گناہ پر غلبہ پانے کے لیے میری فتح کو محفوظ رکھے۔

شیطان مسلسل واپس آتا اور مجھے آزماتا رہا لیکن میں یسوع پر مسلسل بھروسہ کرتا رہا اور اُسی کی طرف دیکھتا رہا۔ کئی مہینوں کے بعد میں نے دیکھا کہ شیطان اُس طور پر مجھے نہیں آزما رہا جیسے وہ مجھے پہلے کبھی آزماتا تھا یقیناً اب وہ مجھ سے نہیں بلکہ یسوع کے ساتھ زور آزمائی کرتے ہوئے تھک چکا ہوگا۔ یسوع نے ہماری زندگیوں میں

ابلیس کوشکست خوردہ کر دیا ہے۔ گناہ ابلیس اور آزمائشوں پر فتح کا تجربہ جو ہم کر رہے ہیں وہ ہم اپنے جسم کے زور پر نہیں کر رہے کیونکہ شیطان جانتا ہے کہ ہمارا جسم ناتواں ہے اور وہ ہماری ہر کمزوری سے بخوبی واقف ہے اور وہ یہ بھی جانتا ہے کہ ہماری زندگی کے کون کون سے پہلو کمزور ہیں جن پر وہ حملہ کر سکتا ہے۔ اس لئے یہ بات نہایت ہی اہم ہے کہ اپنے آپ پر نہیں بلکہ یسوع مسیح پر مکمل طور پر بھروسہ کریں۔ جب یسوع نے اس زمین پر دو ہزار برس پہلے بے عیب اور گناہوں سے مُبرا زندگی گزاری تو اس کے وسیلے سے فتح پہلے ہی سے محفوظ و موجود ہے جب اُس نے صلیب پر اِس بات کا اعلان کیا کہ ''تمام ہوا'' اُس نے کام کو مکمل کر دیا ہے۔ وہ موت تک مکمل طور پر فرمانبردار رہا، اُس نے تاریکی کی تمام قوتوں کا برملا تماشہ بنایا تیسرے دن وہ مُردوں میں سے جی اُٹھا اور اُن تمام دشمنوں (گناہ، موت، جہنم، ابلیس اور بدرُوحوں) پر غالب آیا جن کا انسان سے کبھی پالا پڑ سکتا ہے۔ اُس کی فتح کا اعلان ہو چکا ہے ہمیں صرف ایمان سے شامل ہونے کی ضرورت ہے۔

یشوع ۱:۹، گلتیوں ۶:۹

آج ہم کوشش کرنے سے نہیں بلکہ یسوع پر بھروسہ کرنے کی وجہ سے کامیابی و کامرانی کا تجربہ کر رہے ہیں۔ اپنے زور سے گناہ پر غالب آنے کی کوشش کرنا ایسے ہی ہے جیسے سمسون جب وہ آزمائش میں گرفتار ہوا تو وہ بھی اپنی قوت کھو بیٹھا۔ جب اس نے خُدا پر بھروسہ کیا تو وہ اپنے دشمنوں پر غالب آیا اور اس نے فتح پائی لہٰذا آپ کوشش نہ کریں بلکہ خُدا پر بھروسہ کریں۔ فاتحانہ مسیحی طرزِ زندگی میں سب سے بڑی رکاوٹ نجات کا یقین نہ ہونا ہے کیونکہ ہم اپنی زندگی میں خُدا کی طرف

سے معافی کے متعلق مسلسل شک کرتے ہیں جس کی وجہ سے شیطان ہمیں غیر موثر کر دیتا ہے میں ایسے کئی مسیحیوں سے ملا ہوں جو فتح کے مشتاق ہیں لیکن وہ ہمیشہ مشکل میں پڑے رہنے کی وجہ سے اپنے آپ کو شکست خوردہ محسوس کرتے ہیں۔ اگر خُدا کے ساتھ ہمارے تعلق میں کوئی تحفظ نہیں تو پھر شکست یقینی ہو جاتی ہے اور فتح محض ایک خواب بن جاتی ہے۔

کئی سال پہلے کی بات ہے کہ میرا ایک دوست جس کا نام ایڈون افراہیم تھا جو کہ اگرچہ نجات یافتہ تھا پھر بھی وہ خُدا کے حضور مقبول ہونے کے لئے مسلسل کوشش کرتا تھا وہ ایک ایسے گھرانے میں پیدا ہوا جہاں ہر وقت لڑائی جھگڑا لگا رہتا تھا اس کا خُدا کے متعلق نظریہ بڑا فرق قسم کا تھا جب بھی کبھی اُس سے کوئی غلط کام ہوتا تو وہ اپنے آپ کو خُدا کی نظر میں رد کیا ہوا سمجھتا اور یوں وہ خیال کرتا تھا کہ معلوم نہیں کہ خُدا میرے ساتھ کیا کرے گا، اُسے ہمیشہ اپنے انجام کی فکر رہتی۔

جب کبھی میرا یہ دوست نا کام ہوتا تو میں اُس کی حوصلہ افزائی کرتا اور میں نے کبھی بھی اُس کو بے دل نہیں کیا بلکہ ہمیشہ اُسے دِلاسہ دیا۔ جب میرا دوست رُوحانی طور پر کمزور ہوتا تو میں کلام کے ذریعہ اُس کا حوصلہ بڑھاتا، اس طرح وہ روز بروز اپنی زندگی میں فتح کا تجربہ کرنے لگا۔ اس کے بعد میں نے اپنے دوست کو نہیں دیکھا کیونکہ وہ انتقال کر گیا ہے۔ وہ اس تجربہ کی زندگی سے ابدی زندگی میں داخل ہو گیا ہے۔

کتابِ مُقدس میں شیطان کو بھائیوں پر الزام لگانے والا کہا گیا ہے کیونکہ وہ خُدا کو الزام دیتا ہے۔ وہ ہمارے ہم ایمان بھائی کی طرف سے ہم پر الزام لگاتا ہے۔

لیکن ہم اُس وقت سب سے زیادہ دُکھی ہوتے ہیں جب ہم ان الزامات کو قبول کر لیتے ہیں۔ ہم وہی بنتے ہیں جیسا ہمارا ایمان ہوتا ہے اگر ہمارا ایمان خُدا پر ہوتو ہم اپنے آپ کو مسیح کے فضل اور عرفان میں ترقی پاتے ہوئے دیکھیں گے۔ اگر ہم ابلیس کے الزامات کا یقین کریں گے تو ہم شکست خوردہ ہوجائیں گے۔

میں کسی نئی تعلیم کی بات نہیں کررہا اور نہ ہی اُسے کوئی نیا نام دے رہا ہوں بلکہ میں تو خُدا کے وعدوں کی تعلیم کے نام پر بھروسہ کرنے کی بات کررہا ہوں۔ خُدا کے کلام میں لکھا ہے کہ ''میں نے تم کو جو خُدا کے بیٹے پر ایمان لائے ہو یہ باتیں اس لئے لکھیں کہ تمہیں معلوم ہو کہ ہمیشہ کی زندگی رکھتے ہو'' (ا۔یوحنا۵: ۱۳) ہم کس طرح جانیں کہ ہمارے پاس ہمیشہ کی زندگی ہے؟ اگر ہماری زندگیوں میں خُدا کا بیٹا ہے تو پھر ہم اس بات کا مکمل طور پر یقین کر سکتے ہیں کہ ہمارے پاس ہمیشہ کی زندگی ہے کیونکہ یہ بات کلامِ خُدا کی ہے ضرور ہے کہ ہم خُدا کے وعدوں کا یقین کریں۔

جب ہم اس عظیم سچائی کو جان لیتے ہیں تو پھر ہم عقاب کی مانند بلندیوں کو چھونے لگتے ہیں یہ ایسا اعتماد و بھروسہ ہے جو ہمارے کردار کی تعمیر کرتا ہے۔ جیتنے والے ہمیشہ پُر اعتماد ہوتے ہیں اور یہی بات اُن کے دل و دماغ پر چھائی رہتی ہے لیکن وہ ضرورت سے زیادہ پُر اعتماد نہیں ہوتے بلکہ ان کا صرف اعتماد ہوتا ہے اس لیے کہ وہ اپنی قوت کا راز جانتے ہیں۔ یسوع مسیح میں ایماندار ہونے کی حیثیت سے ہماری زندگی میں فتح کی قوت حتمی ہے کیونکہ یسوع نے اُس فتح کو ہمارے لئے محفوظ رکھا ہوا ہے ہم اپنی فتح میں نہیں بلکہ اُس کی فتح میں آگے بڑھتے ہیں فتح آسمان پر

ٹھہرائے گئے مستقبل سے ہی ملتی ہے اور وہ اِس دھرتی پر ہمارے نجات دہندہ کے ساتھ مضبوط تعلق اور مسیح میں جو ہمارا مقام ہے اُس پر مکمل بھروسہ سے ہی ممکن ہے۔اس دنیا میں سب سے زیادہ محفوظ مقام جہاں ہم رہ سکتے ہیں وہ مسیح میں ہے اور مسیح ہم میں رہتا ہے یہی وہ مبارک اُمید ہے جو ہمیں حاصل ہے۔

شکوک وشبہات کا حل

اکثر لوگ یہ سُن کر حیران ہو جاتے ہیں کہ ایک مسیحی جو پورے پاکستان میں خُدا کا کلام سناتا ہے اور پچھلے ستائیس برس سے یسوع مسیح کا پیروکار رہے اور وہ ابھی تک شکوک وشبہات کی کشمکش میں مبتلا ہے؟ لیکن میں اقرار کرتا ہوں کہ میں بھی شک کرتا ہوں کیونکہ شک کرنا گناہ نہیں بلکہ گناہ اُس وقت ہوتا ہے جب آپ اپنے شکوک کا یقین کرنے لگتے ہیں۔

مسیحی زندگی کے آغاز میں میں نے اپنے آپ کو اکثر شک کرتے ہوئے پایا کہ میں جو کچھ کر رہا ہوں یہ خُدا کی خوشی کا سبب نہیں ہے۔ دل کو ٹٹولنے والے سوالات اکثر میرے گناہ کو ڈھونڈتے رہتے کہ تم یہ کیسے کہہ سکتے ہو۔ اگر کوئی خُدا ہے تو پھر تمہارے ساتھ اس طرح سے کیوں ہوتا رہتا ہے؟

مسیحی ہونے کے چند دن بعد میں خُدا کے حضور روتا رہا کیونکہ شکوک سے میرا دل بھرا ہوا تھا اور میں انتہائی اُلجھا ہوا تھا۔ جب میں نے خُدا کو پکارا تو اُسی لمحے جو ایک لفظ میری زبان سے ادا ہوا وہ یہ تھا "اے خُداوند یسوع میری مدد کر" کئی منٹ تک خُدا کے حضور رونے کے بعد میری رُوح میں دریا کی طرح اطمینان بہنا شروع ہو گیا۔ رُوح اُلقدس نے میری رُوح کے اندر کام کیا اور گواہی دی کہ میں خُدا کا

فرزند ہوں۔ مجھے معلوم تھا کہ یہ بات جذبات سے کہیں زیادہ گہری اور انسانی سمجھ سے بالاتر رُوحانی عرفان ہے۔

یادرکھیں! مسیحی زندگی ایک سفر کی طرح ہے، اس سفر میں آپ مسلسل نیا سبق سیکھتے اور ترقی کرتے چلے جاتے ہیں ایسا شخص جو آگے نہیں بڑھتا وہ ہمیشہ شکست کھاتا اور مایوسیوں کی دلدل میں پھنستا ہی چلا جاتا ہے۔

مسیح کے پاس آنے سے قبل میرے شکوک بڑے گہرے تھے جو میری خودی کے ساتھ ہی مصلوب ہو گئے۔میرے دل میں شکوک اس لئے تھے کیونکہ خُدا کے ساتھ میرا تعلق گہرا نہیں تھا۔

پھر شکوک کیا ہیں؟

یہ کہاں سے آئے ہیں؟

یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ یسوع میرا نجات دہندہ ہے پھر بھی مجھے سطحی قسم کے شکوک کے ساتھ دودوہاتھ کرنے پڑتے ہیں۔ یہ شکوک میری زندگی کے اُس حصہ میں پیدا ہوتے ہیں جن کا تعلق میرے دماغ اور جذبات سے ہوتا ہے مثلاً جب میں خُدا کی نافرمانی کرتا ہوں تو اِس سے ہمیشہ میری باطنی انسانیت پر خوف طاری ہوجاتا ہے جو میرے دماغ اور جذبات پر اثرانداز ہوتا ہے پھر میں یہ سوال پوچھنا شروع کردیتا ہوں کہ کیا میں خُدا کا فرزند ہوں یا نہیں اگرچہ میرے دل میں یہ ایمان ہوتا ہے کہ صلیب پر مسیح کی موت میری معافی کے لئے کافی ہے۔ جب میں اس کے متعلق سوچتا ہوں تو ڈرجاتا ہوں کہ میں خُدا کا لے پالک بیٹا ہوں یا نہیں۔ جب میں

اپنے آپ کو شکست خوردہ محسوس کرتا ہوں تو میں حقیقی توبہ کر کے پھر سے اپنی نجات کے یقین پر بھروسہ کرتا ہوں اور یہ کہتا ہوں کہ یہ شکوک محض سطحی نوعیت کے اور عارضی تھے۔

ذہنی طور پر شکوک عموماً اُس وقت پیدا ہوتے ہیں جب خُدا کے متعلق ہمارا نظریہ واضح نہ ہو جبکہ **جذباتی** شکوک ہمارے کسی غلط کام اور رویے کے سبب سے پیدا ہوتے ہیں۔ جب ہم کتابِ مُقدس کی باتوں کو چھوڑ کر اُن باتوں کا یقین کرتے ہیں جو ہمارا معاشرہ ہمیں اُن کے متعلق کہتا ہے جس کے نتیجے میں ہم شکست خوردہ ہو جاتے ہیں۔ مسیح میں ہم جو بھی فتح پاتے ہیں وہ ایمان ہی کے وسیلہ سے پاتے ہیں۔ ایمان وہ بنیاد ہے جس پر مسیحی زندگی کی فتح کی عمارت قائم ہے لیکن ایمان کی بنیاد ماسوائے خُدا کے کلام کی سچائی کے کسی اور چیز پر قائم نہیں ہو سکتی۔ اگر ہم اپنے شکوک پر عملی طور پر فتح پانا چاہتے ہیں تو ضرور ہے کہ کتابِ مُقدس کے وعدوں پر ڈٹ جائیں۔

ذہنی طور پر شکوک اُس وقت پیدا ہوتے ہیں جب ہمارے پاس کتابِ مُقدس کے علم کی کمی ہو لیکن جذباتی شکوک ہمیشہ خُدا کے کلام کی نافرنانی سے پیدا ہوتے ہیں۔ مسیح پر ایمان ہی کے سبب سے ہم خُدا کے فرزند بن جاتے ہیں۔ جب ہم گناہ کو اپنی زندگیوں میں موقع دیتے ہیں تو خُدا کے ساتھ ہمارا رابطہ ٹوٹ جاتا ہے پھر ہمیں عملی طور پر مزید خُدا کی محبت کی لمبائی، چوڑائی گہرائی اور اُونچائی کا تجربہ نہیں ہوتا ہے۔ اس لئے اپنے گناہ کا اقرار کریں اور اُس سے توبہ کریں۔ جب ہم اُس پر

ایمان لاتے اور کلام کی سچائیوں کے مطابق زندگی گزارتے ہیں تو پھر ایمان بڑھے گا اور جنگ میں ہم فتح یابی سے ہمکنار ہوں گے تب ہم جانیں گے کہ فاتح ہونے کا کیا مطلب ہے؟

دُعا کے ذریعے خُدا کو جاننا

مسیحی زندگی میں فتح کے بہاؤ کے پیچھے جو راز ہے وہ عرفانِ الٰہی ہے۔ پولُس رسول کی یہ دلی آرزو ہے کہ وہ ''مسیح کو اور اُس کے جی اُٹھنے کی قدرت کو جانے اور اُس کے دُکھوں میں شریک ہونے کو معلوم کرے اور اُس کی موت سے مشابہت پیدا کرے''۔ (فلپیوں ۳:۱۰) وہ مسیح کے ساتھ چلنا چاہتا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ مسیح کے ساتھ اُس کا رشتہ صرف اسی صورت میں زیادہ مضبوط ہوگا کہ وہ مسیح کے ساتھ طویل رفاقت میں رہے۔ لیکن عملی پہلو کے اعتبار سے ہم کیسے خُدا کو جان سکتے ہیں؟ ہم کس طرح اُس کی محبت اور فکر کا تجربہ کر سکتے ہیں؟ خُدا رُوح ہے جس کو نہ تو ہم چھو سکتے اور نہ ہی دیکھ سکتے ہیں۔ اُس کے ساتھ ہمارا گہرا تعلق کیسے قائم ہوسکتا ہے؟ مسیح کے ساتھ تعلق قائم کرنے کا واحد ذریعہ دُعا ہے۔

بہت سے لوگ دُعا کو اِس طور پر لیتے ہیں کہ اس کے ذریعے خُدا سے کچھ حاصل کیا جاسکتا ہے۔ یہ بات یقینی ہے کہ خُدا ہماری دُعا کے جواب میں اپنے بچوں کو کثرت سے برکت دیتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ ہمارے خیالوں اور ارادوں سے بڑھ کر ہمیں دے سکتا ہے لیکن جو کچھ ہم خُدا سے حاصل کرنا چاہتے ہیں دُعا اس سے کہیں بڑھ کر ہے۔ دُعا دو دلوں کی گہری باتوں کا بیان کرنا ہے۔ ہم میں سے

بہتیرے ایسے ہیں جو مسیحی زندگی میں شکست خوردہ ہیں۔ ایسے لگتا ہے کہ وہ کسی کرسمس بابا کے پاس مدد مانگنے جا رہے ہوں۔ دُعا کو سطحی طور پر سمجھنا شکست خوردہ ہونے سے خالی نہیں۔ کسی بھی خوشگوار رشتے کے قیام کے لئے وقت لگتا ہے۔ گزشتہ سالوں میں میرے اور میری بیوی کے درمیان بہت مستحکم تعلق قائم ہوا کیونکہ جو کچھ ہمارے دلوں میں تھا اُس کے تعلق سے ہم نے ایک دوسرے سے اپنے دل کی بات بیان کرنے کے لئے وقت نکالا اور ہم نے ہر ہفتے کسی ایسی جگہ جانے اور ایسا وقت نکالنے کی کوشش کی جہاں پر ہم ٹیلی فون گھر اور دیگر مصروفیات سے دُور رہیں۔ ہم نے ایک دوسرے سے اپنے مسائل ، دکھ، مشکلات اور دوران ہفتہ جو ہمیں فتوحات حاصل ہوئیں اُنہیں بھی ایک دوسرے سے بیان کیا۔ ہمارے رشتے میں نہایت ہی مشکل لمحات اُس وقت پیدا ہونا شروع ہوئے جب ہم ایک دوسرے سے بات چیت کرنے کے لئے وقت نہیں نکالتے تھے۔

دُعا بھی ایسے ہی ہے خُدا کے ساتھ بات چیت کرنے اور اُسے اپنے دل کی بات ہم سے کہنے کے لئے وقت لگتا ہے شاید یہی سبب ہے کہ یسوع نے اپنے شاگردوں سے کہا کہ جب وہ دُعا کریں تو اپنی کوٹھڑی میں جائیں اور دروازہ بند کر کے دُعا کریں اور وہ خُدا جو پوشیدگی میں سُنتا ہے وہ تمہیں اجر بخشے گا۔ دُعا کوئی مذہبی دکھاوا نہیں کہ ہم دوسروں کو دکھائیں اور اُنہیں متاثر کریں کہ ہم کتنے زیادہ رُوحانی ہیں۔ دُعا کوئی مذہبی فریضہ نہیں ہے کہ اس کے لیے وقت نکالا جائے بلکہ دُعا خالقِ کائنات سے رابطہ کرنا اور اُس سے دل کی بابت کہنا ہے۔

اکثر ایمانداروں کا کہنا ہے کہ ہمیں ہمیشہ دُعائیہ رُوح میں ہونا چاہیے جس کی وجہ سے ہمیں کوئی الگ سے وقت نکالنے کی ضرورت نہیں کہ خُدا کے ساتھ بات کی جائے۔ یہ بات سچ ہے کہ ہمیں بلا ناغہ دُعا کرنا چاہیے اور ہمیں اپنی روزمرہ کی زندگی میں بھی دُعائیہ رُوح میں ہونا چاہیے تاہم اس کا مطلب یہ بھی نہیں کہ ہم خُدا کے ساتھ بات کرنے میں کچھ وقت نہ گزاریں اور وہ بھی تنہائی میں۔ یسوع نے اپنے شاگردوں کو ایسا کرنے کی تعلیم دی۔ اگر اُنہیں دُنیاوی مصروفیات سے الگ ہو کر خُدا سے بات کرنے کے لئے وقت نکالنے کی ضرورت تھی تو پھر ہمیں ایسی جگہ کا تعین کرنے اور ایسا وقت نکالنے کی کتنی زیادہ ضرورت ہے؟

اگر آپ اپنی زندگی میں واقعی فتح چاہتے ہیں تو پھر یہ آپ کے لئے نقطہ آغاز ہو سکتا ہے فتح کے لئے یہ سب کچھ نہیں لیکن شروع کرنے کے لئے یہ نہایت ہی اہم ہے کہ آپ بھی کسی جگہ کا انتخاب کرتے ہوئے مناسب وقت کا تعین کریں جہاں آپ خُدا کے ساتھ ملاقات کر سکیں۔ اُسے بتائیں کہ آپ کے دل میں کیا ہے۔ اُس کا کلام پڑھیں اور اُس کی آواز کو سُنیں اور جو کچھ وہ آپ سے کہے آپ وہ کریں تو آپ فتح یابی سے ہمکنار ہوں گے۔

اے خُداوند! ہمیں دُعا کرنا سِکھا

شاگردوں نے خُداوند یسوع کو نا قابل یقین کام کرتے ہوئے یعنی پانی کو مے میں تبدیل کرتے، بیماروں کو شفا دیتے، بدروحوں کو نکالتے، بڑی بھیڑ کو کلام سناتے اور چار دن کے مُردے کو زندہ کرتے ہوئے دیکھا۔تو بھی انہوں نے یسوع سے یہ کبھی نہیں کہا کہ ہمیں بھی سِکھا کہ یہ کام کیسے کرتے ہیں تاہم اُنہوں نے یہ ضرور کہا کہ اے خُداوند ہمیں دُعا کرنا سِکھا، وہ جانتے تھے کہ یسوع کے ان تمام بڑے بڑے کاموں کا راز اُس کی دُعائیہ زندگی تھی کیونکہ وہ صُبح کے وقت کافی طویل وقت دعا میں گزارتا تھا(لوقا ۱۱:۱)

یسوع نے اپنے شاگردوں کو سکھایا کہ کس طرح دعا کی جائے۔(متی ۶:۹۔۱۳) دُعاخُدا کو جاننا ہے جب ہم خُدا کو اُس کے سارے جاہ وجلال اور شان وشوکت میں دیکھتے ہیں تو پھر ہم اپنا دل اُس کے حضور اُنڈیلنا شروع کر دیتے ہیں تب دعا ایک ایسی برکت بن جاتی ہے کہ ہر کوئی اس تک رسائی حاصل کرنے کے لئے کوشاں ہو جاتا ہے۔اکثر لوگوں کا یہ سوال ہے کہ ہم کس طرح اُن اصولوں کے مطابق دعا کریں جو یسوع نے سِکھائے ہیں۔دُعا دل کی صدا بھی ہے، دُعا درد کی دوا بھی ہے، دُعا رب کے حضور التجا بھی ہے۔آئیں اس کے متعلق سیکھتے ہیں۔

پہلا اصول: تعریف اور شکر گزاری کرنا ہے۔ (متی ۶:۹)

یسوع نے دعا میں اپنی توجہ خُدا کی طرف مبذول کرتے ہوئے کہا اے ہمارے باپ! خدا کی پدریت ہمیں بھلائی دکھاتی ہے جب ہماری زندگی میں مشکلات جنم لیں تو ہمیں یہ جاننے کی ضرورت ہے کہ خُدا بھلا ہے اور وہ ہماری زندگی میں ہر اعتبار سے بھلائی چاہتا ہے۔ جب ہم اُس سے روٹی مانگیں تو وہ ہمیں پتھر نہیں دے گا البتہ اس میں مطلق شک نہیں کہ اگر دنیا یا شیطان ہمیں پتھر دے تو خُدا اُنہیں روٹی میں تبدیل کر دے گا۔ یہ جملہ کہ ''تو جو آسمان پر ہے'' ہمیں خُدا کی عظمت دکھاتا ہے وہ اپنے تخت پر بیٹھا ہے ارض وسما کا سارا اختیار اُسی کے پاس ہے وہ خُدائے قادرِ مُطلق ہے لیکن یسوع اس جملے میں خُدا کی پاکیزگی دکھاتا ہے ہم گنہگار ہیں اور وہ مکمل طور پر پاک ہے ساری کائنات میں اُس کا کوئی ثانی نہیں ہے لہٰذا ہمیں خُدا کے حضور بڑی تعظیم کے ساتھ جھک جانا چاہیے۔

ہم خُدا کی بھلائی کے لئے اُس کا شکرادا کرتے ہیں۔ اُن سب بھلے کاموں کے لئے جو اُس نے ہمارے لئے کئے ہیں جیسا وہ ہے۔ ہم اُس کی ذات وصفات کے لئے اُس کی تعریف کرتے ہیں لہٰذا جب ہم دُعا کریں تو پہلے کچھ وقت اس بات پر دھیان دیا جائے کہ خُدا کون ہے اور اُس نے ہمارے لئے کیا کیا ہے۔ قدوسیت میں اُس کی پرستش اور ہماری زندگی میں اُس نے جو عظیم کام کئے ہیں اُن کا شکرادا کریں۔ جیسا کہ لکھا ہے کہ ''خُداوند کی سب نعمتیں جو مجھے ملیں میں اُن کے عوض اسے کیا دوں؟ میں نجات کا پیالہ اُٹھا کہ خُداوند سے دُعا کروں گا''۔ زبور ۱۱۶:۱۷

دُعا کا دوسرا اُصول: خُداوند کے حضور شفاعت کرنا ہے۔(متی ۶:۱۰)

خُدا کے متعلق جان لینے کے بعد یہ بھی جاننا ضروری ہے کہ وہ ہم سے کیا چاہتا ہے اور اُس کے دل میں کیا ہے؟ وہ ہمارا خالق ہے اور لاتبدیل ہے۔ دنیا خُدا کے دل پر ہے ہمیں اُن لوگوں کے لئے دُعا کرنی چاہیے جنہیں یسوع کی ضرورت ہے تاکہ ان کی زندگیوں میں خُدا کی بادشاہت آئے اور خُدا کی مرضی پوری ہوجائے۔

یہ بہت زبردست دُعا ہے یہ براہ راست خُدا کے تخت تک جاتی ہے۔

جب ہم خُدا کے دل کی آواز سن کر اُسکی مرضی اور اُسکی باشاہت کے ساتھ متفق ہو جائیں گےتو پھر خُدا عرش سے فرش پر اُتر آئے گا۔

دُعا کا تیسرا اُصول: اپنی مناجات خُدا کے حضور پیش کرنا ہے۔ (متی ۶:۱۱)

اپنی ضروریات خُداوند کے سامنے پیش کریں کیونکہ اُس نے ہم سے ایسا کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ انسانی جسم کے لئے خوراک بنیادی ضرورت ہے یسوع چاہتا تھا کہ اُس کے شاگرد خُدا کو یہواہ یری کے طور پر جانیں کہ وہی ہے جو مہیا کرتا ہے۔

یسوع نے جو دعا اپنے شاگردوں کو سکھائی اُس میں پہلے خُدا، پھر لوگ، پھر ہماری اپنی ضروریات آتی ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ ہم میں سے اکثر اس کے برعکس دُعا کرتے ہیں۔ جب ہم اپنی ضروریات خُداوند کے حضور پیش کرتے ہیں یسوع ہمارے دل کی انتہائی گہری ضروریات کی طرف جو کہ رُوحانی ہیں ہماری راہنمائی کرتا ہے یعنی کہ معافی جو خُدا کی پاکیزگی کا اظہار ہے۔ ہمیں ضرور اپنے گناہوں کی

معافی اور **فضل** کے لئے خُدا ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے دوسروں کو معاف کرنے کے لئے ضرور ہے کہ پہلے اپنے گناہوں کی معافی حاصل کریں۔ ہمارے دل کے دو ایسے مسائل **جُرم** اور **کڑواہٹ** ہیں جن کی وجہ سے ہماری دُعائیہ زندگی شکست کی نذر ہو سکتی ہے یسوع ان دونوں کا علاج کرتا ہے۔ وہ ہماری رہنمائی ایک ایسی جگہ کی طرف کرتا ہے جو جائے پناہ اور اس دُنیا کی آزمائشوں سے بہت دور ہے۔ یہ اس لئے ضروری ہے کہ آپ یسوع کی طرف دیکھیں اور اُس سے کہیں کہ ”اے خُداوند مجھے دعا کرنا سِکھا۔

دُعا درحقیقت وہ سادہ ترین **عمل** ہے جو مخلوقِ خُدا بآسانی ادا کرسکتی ہے۔ یہ ہمارے آسمانی باپ کے ساتھ الٰہی رفاقت ہے۔ دُعا کے لئے کسی اعلیٰ تعلیم کی ضرورت نہیں ہوتی، نہ ہی علم کی شرط لازم ہے بلکہ دُعا کے لئے نیت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر آپ کی نیت ٹھیک ہے تو پھر آپ کا دل پاک اور ہاتھ صاف ہوں گے اور یہی خُدا چاہتا ہے۔

دُعا اور فتح

دُعائیہ زندگی اور فاتحانہ مسیحی زندگی میں ایک ایسا تعلق ہے جس کا کسی بھی صورت میں انکار نہیں کیا جا سکتا کیونکہ کلیسیائی تاریخ کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہو جائے گا کہ جو عظیم مردِ ایمان تھے ان کی زندگیاں دُعائیہ تھیں۔ اگر ہم نئے عہد نامہ کی کلیسیا کا مطالعہ کریں تو ہم ماہی گیروں، محصول لینے والوں، قرضداروں اور عام سے یہودی لوگوں کی ایک چھوٹی سی جماعت دیکھیں گے جو مسیح کی پیروی میں چلی اور اُنہوں نے دنیا کو ہلا کر رکھ دیا اور رُومی دنیا کا نقشہ بدل دیا کیونکہ وہ دُعا گو لوگ تھے اور بڑی تعظیم کے ساتھ خُدا کے حضور ٹھہرے رہے۔ اعمال کی کتاب میں پائی جانے والی کلیسیا کی سب سے بڑی خصوصیت یہی تھی۔ ایسا نہیں ہے کہ صرف پہلی صدی کے ایمانداروں یا زمانہ حال کے ایمانداروں نے دُعا کے ذریعے اپنی فتح حاصل کی۔

عُزیاہ جب بادشاہ بنا تو وہ صرف سولہ برس کا تھا (۲۔تواریخ ۲۶:۱) ایک سولہ سالہ نوجوان سے کس طرح سے توقع کی جا سکتی ہے کہ وہ بادشاہی ذمہ داریاں سرانجام دے پائے گا۔ اُسے تو اقتصادی اعتبار سے، ذرائع آمدورفت، رہائش اور یہودیوں کی عام فلاح وبہبود کے کام کے لحاظ سے ایک اہم قائد ہونا تھا۔ اس طرح کے نوجوان کے لئے لگتا ہے کہ یہ ایک ناممکن کام تھا تاہم عُزیاہ ایک ایسی سچائی سے

واقف تھا جو اُسے ایک کامیاب راہنما بنانے کے لئے کافی تھی۔ ایک نوجوان ہونے کی حیثیت سے وہ زیادہ تو نہیں بلکہ یہ جانتا تھا کہ خُدا سب کچھ کر سکتا ہے اس لئے اس نے اپنے آپ کو خُدا کے فضل اور رحم کے سپرد کر دیا اور وہ زکریا کے دنوں میں جو خُداوند کی روایتوں میں ماہر تھا خُدا کا طالب رہا اور جب تک وہ خُدا کا طالب رہا خُدا نے اُس کو کامیاب رکھا'' (۲۔تواریخ ۲۶:۵) اس کی فتح کا دارومدار اس کی انکساری پر تھا اگرچہ وہ جانتا تھا کہ مجھ میں لوگوں کی قیادت کرنے کی قابلیت نہیں لیکن وہ یہ جانتا تھا کہ خُدا کے لئے کچھ بھی ناممکن نہیں ہے۔

جب عُزیاہ فتح یابی سے ہمکنار ہوا تو وہ امتیاز کی روح کھو بیٹھا اور مہلک خطرے سے دوچار ہو گیا اور خُداوند اپنے خُدا کی نافرمانی کرنے لگا جب عُزیاہ نوجوان تھا اور کچھ بھی نہ جانتا تھا اس وقت اس نے مکمل طور پر خُدا پر بھروسہ کیا لیکن جب وہ مضبوط ہو گیا تو اُس کا دل اس قدر پھول گیا کہ اُس نے دُعا کی ضرورت کو محسوس ہی نہیں کیا اور فخر سے کہنے لگا کہ میں جانتا ہوں کے سلطنت کے نظام کو کیسے چلایا جاتا ہے۔ اُس کا غرور اُس کی شکست کا سبب ہوا۔ عُزیاہ کا تجربہ کوئی نیا نہیں ہے ہماری زندگی میں بھی ایسے لمحات آتے ہیں جب ہم یہ سمجھنے لگتے ہیں کہ اب سب کچھ میرے بس میں ہے جبکہ سچائی یہ ہے کہ خُدا نے سب کچھ اپنے قابو میں رکھا ہے اور میں اُس کے بغیر کچھ بھی نہیں کر سکتا تاہم جو زندگی دعائیہ نہیں وہ کہتی ہے کہ میں اپنے زور سے ایسا کر سکتا ہوں کیونکہ میں جانتا ہوں کہ اس سے پہلے بھی کئی بار میں ایسا کر چکا ہوں۔

جب ہم خُداوند میں اتنے بالغ نہیں ہوتے تو اُس وقت ہم ذہنی طور پر یہ جانتے ہیں کہ مجھے خُدا کی ضرورت ہے اور ہم اُس پر بھروسہ کرتے ہیں جیسے کہ ہرنی پانی کے

نالوں کے لئے ترستی ہے ویسے ہی ہم فتح پانے کے لیے ترستے ہیں لیکن فتح یابی سے ہمکنار ہونے کے بعد ہم یہ سوچنے لگتے ہیں کہ اب میں اپنے زور و توانائی سے مسیحی زندگی گزار سکتا ہوں ۔ جب ایک دفعہ اس طرح کا رویہ ہمارے دلوں میں جگہ بنا لے تو ہم بھی عُزیاہ کی طرح زوال کی طرف قدم بڑھا رہے ہوتے ہیں ۔ دُعا کوئی مذہبی فریضہ نہیں ہے کہ خُدا ہم سے ایسا کرنے کی توقع کرتا ہے بلکہ دعا خُدا کے حضور ہمارے دل کی پکار ہے کہ ''اے خُدا مجھے تیری ضرورت ہے'' دُعا کے لئے وقت نکالنا خُدا کے ساتھ جو خالق کائنات ہے رابطہ کرنا ہے یہ ہمارے نجات دہندہ کے عرفان کے متعلق ہماری دلی پکار ہے ۔ دُعا خُدا کو جاننا ہے ۔ اس عرفان کے بغیر کوئی فتح نہیں ہے لیکن میں اس بات کا قائل ہوں کہ جب تک ہم خُدا کے طالب رہتے ہیں تو خُدا ہمیں کامیابی بخشتا ہے ۔

کلام کے ذریعے خُدا سے تعلق

پولُس رسول نے نوجوان تیمتھیُس کو لکھا کہ ’’ہر ایک صحیفہ جو خُدا کے الہام سے ہے تعلیم و الزام اصلاح اور راستبازی میں تربیت کرنے کے لئے فائدہ مند بھی ہے تا کہ مردِ خُدا کامل بنے اور ہر ایک نیک کام کرنے کے لئے تیار ہو جائے‘‘۔ (۲۔تیمتھیُس ۳:۱۶، ۱۷) پولُس بیان کرتا ہے کہ خُدا ہماری زندگی میں منفی اور مثبت باتوں کے اعتبار سے کیسے پیش آتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ کتابِ مُقدس فاتحانہ مسیحی زندگی گزارنے کے لئے خُدا کی طرف سے نقشہ ہے جو ہمیں فتح کی راہ پر لے جاتا ہے۔ ماہر کھلاڑی کے پاس جیتنے کے لئے ہمیشہ کوئی نہ کوئی منصوبہ اور لائحہ عمل ہوتا ہے فتح مند زندگی کے لئے خُدا نے ہمیں اپنا لائحہ عمل بخشا ہے اور یہ لائحہ عمل کتابِ مُقدس میں ہمیں ملتا ہے اگر آپ زندگی کی اس دوڑ میں جیتنا چاہتے ہیں تو پھر کتابِ مُقدس کو پڑھیں جو ہر زمانے کے لئے ہے۔ ایک نامور لیڈر چارلس سپرجن جو اس بھید سے آشنا تھے۔ اُنہوں نے بیان کیا ہے کہ کلامِ مقدس کا ہر وعدہ خُدا کی تحریر ہے جس کو اُس کے حضور میں کچھ اس طرح سے مناسب التجا کی صورت میں ادا کرنا چاہیے کہ ’’اے خُدا اپنے قول کے موافق کر!‘‘ اس لئے کہ خالق اپنی

مخلوق کو کبھی مایوس نہیں کرے گا، آسمانی باپ اپنے فرزندوں سے کئے گئے کسی وعدہ کو نہیں توڑے گا۔ زبُور نویس کہتا ہے کہ "میں تیرے قوانین کو کبھی نہ بھولوں گا کیونکہ ان کے وسیلہ سے تو نے مجھے زندہ کیا ہے"۔ (زبُور ۱۱۹: ۹۳)

خُدا کے کلام کو دل میں رکھنا

خُدا کا بندہ داؤد کہتا ہے کہ ''میں نے تیرے کلام کو اپنے دل میں رکھ لیا ہے تا کہ میں تیرے خلاف گناہ نہ کروں'' (زبُور ۱۱۹:۱۱)

خُداوند یسوع نے اپنے شاگردوں کو بتایا کہ ''۔۔۔آدمی صرف روٹی ہی سے جیتا نہ رہے گا بلکہ ہر بات سے جو خُدا کے منہ سے نکلتی ہے'' (متی ۴:۴)

اُس نے واضح کیا کہ ہم میں سے ہر ایک میں باطنی بھوک ہے جو زندگی کی روٹی کے لئے ہے وہ بھوک اور پیاس صرف اسی صورت میں مٹ سکتی ہے جب خُدا کی طرف سے مہیا کی جانے والی کلام کی باتیں ہمارے دلوں میں جڑ پکڑیں ورنہ ہم رُوحانی طور پر کمزور اور شکست خوردہ ہو جائیں گے۔ اگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ مسیح کے ساتھ چلنے میں ہمیں فتح یابی حاصل ہو تو پھر کلامِ خُدا کو اپنے دلوں میں ضرور جگہ دیں پچھلے چوبیس سالوں میں میں نے پانچ ایسے طریقے سیکھے ہیں جن کے ذریعے ہم کلامِ خُدا کو اپنے دل میں رکھ سکتے ہیں۔

پہلی بات یہ ہے کہ خُدا کا بندہ داؤد کہتا ہے کہ ہمیں کلام خُدا کو پڑھنے کی ضرورت ہے یسوع نے کہا کہ ''اب تم اس کلام کے سبب سے جو میں نے تم سے کیا پاک ہو'' (یوحنا ۱۵:۳) خُدا کے کلام میں پاک کرنے والے اثرات پائے جاتے ہیں اس لئے

ضرور ہے کہ ہم خُدا کے کلام کو سلسلہ وار، بلا ناغہ اور عبادت کے ایک اہم حصہ کے طور پر پڑھیں۔ جب ہم ایسا کریں گے تو ہمیں معلوم ہوگا کہ وہ کون ہے اور کیسے کام کرتا ہے؟

دوسری بات یہ ہے کہ کتابِ مُقدس کسی دوسری کتاب کی طرح نہیں پڑھی جا سکتی کیونکہ کتابِ مُقدس کلامِ الٰہی ہے جس کے ذریعے خُدا ہمارے دلوں سے ہمکلام ہوتا ہے اس لئے ضروری ہے کہ ہم جو کچھ بھی کلام میں سے پڑھیں اُسے اپنے ذہن، احساسات اور اعمال وافعال میں جگہ دیں۔ ہم اپنے دن کا آغاز کلامِ خُدا کے پڑھنے سے کریں اس سے ہمیں مدد ملے گی۔

تیسری بات یہ ہے کہ ہم سننے کے ذریعے کلامِ خُدا کو اپنے دل میں جگہ دے سکتے ہیں پولُس رسول کہتا ہے کہ ''پس ایمان سُننے سے پیدا ہوتا ہے اور سُننا مسیح کے کلام سے'' (رومیوں ۱۰:۱۷) یہ ایک حیران کر دینے والا بیان ہے۔

کیا کبھی آپ نے سوچا ہے کہ آپ کس طرح اپنے ایمان کو بڑھا کر رُوحانی ترقی کر سکتے ہیں؟ پولُس بڑے واضح طور پر یہ بیان کرتا ہے کہ ایسی ترقی مسیح کا کلام سُننے سے ہی ہوتی ہے۔

چوتھی بات کلامِ خُدا کو اپنے دلوں میں جگہ دینا یعنی اِسے زبانی یاد کرنا ہے اس سے ہم کئی پہلوؤں کے اعتبار سے ترقی کرتے ہیں جب ہم خُدا کے کلام کو زبانی یاد کرتے ہیں تو ہم اس کو اپنی رُوح میں بسا لیتے ہیں۔ جب ایسا لمحہ آتا ہے کہ ہمیں کسی وعدے، کسی حکم یا کسی گواہی کی ضرورت ہوتی ہے تو پھر ہمارے دل میں جو خُدا کا کلام ہوتا ہے وہ ہمارے ذہن میں آتا ہے تا کہ ہم اپنی سوچوں کو نیا بنائیں

یوں ہماری ضرورت کے وقت خُدا کی طرف سے ہماری مدد ہوتی ہے اور ہم اپنے ہر خیال کو اسیر کر کے مسیح کے پاس لا سکتے ہیں۔

اس سے ہم اپنے ایمان کا دوسروں کے سامنے اظہار کرنے میں زیادہ دلیر ہو جائیں گے۔ ''چُنانچہ ہم تصوّرات اور ہر ایک اُونچی چیز کو جو خُدا کی پہچان کے برخلاف سر اُٹھائے ہوئے ہے ڈھا دیتے ہیں اور ہر ایک خیال کو قید کر کے مسیح کا فرمانبردار بنا دیتے ہیں''۔ (۲۔کرنتھیوں ۱۰:۵)

پانچویں بات ہمیں کلامِ خُدا کا مطالعہ کرنا چاہیے پولُس رسول نے نوجوان تیمتھیس سے کہا ''اپنے آپ کو خُدا کے سامنے مقبول اور ایسے کام کرنے والے کی طرح پیش کرنے کی کوشش کر جس کو شرمندنہ ہونا پڑے اور جو حق کے کلام کو درستی سے کام میں لاتا ہے۔خُدا کے تخت کے سامنے آئیں ۔مطِالعہ صرف یہ نہیں ہے کہ ہم ذہنی طور پر کلام کو سمجھیں بلکہ مطالعہ کے ذریعے خُدا کو بہتر طور پر جانیں جو ہماری زندگی کی سمت کو بدل دیتا ہے۔

کئی قسم کے مطالعہ جات ہیں جو آپ کر سکتے ہیں آپ تفسیری مطالعہ بھی کر سکتے ہیں یعنی آیت بہ آیت یا کتابِ مُقدس کی کتابوں کا سلسلہ وار مطالعہ کر سکتے ہیں یا پھر کتابِ مُقدس میں سے کئی اہم مضامین مثلاً خُدا کا فضل ،دُعا یا کچھ دیگر مضامین کا مطالعہ کر سکتے ہیں ایک اور طریقہ جس کے ذریعے آپ کتابِ مُقدس کا مطالعہ کر سکتے ہیں وہ لفظی مطالعہ ہے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ کتابِ مُقدس میں جو الفاظ اصل زبان میں استعمال ہوئے ہیں۔ بہر حال آپ کتابِ مُقدس کا مطالعہ ضرور

کریں اوراس بات کویقینی بنائیں کہ آپ کا دل اُس کے کلام کا بھوکا ہے۔ خُدا موسیٰ سے ہم کلام ہوا'' اور جیسے کوئی شخص اپنے دوست سے بات کرتا ہے ویسے ہی خُدا روبرو ہوکر موسیٰ سے باتیں کرتا تھا۔۔۔'' (خروج ۳۳:۱۱)

خُدا آپ سے بھی ویسے ہی کلام کرنا چاہتا ہے جیسے وہ شخصی طور پر موسیٰ سے ہمکلام ہوا، خُدا اپنے کلام کے ذریعے ایسا ہی کرتا ہے، کیا آپ اس کے لئے تیار ہیں؟

خُدا کے کلام کی فرمانبرداری

مسیحی زندگی میں فتح کا آغاز ہم سے نہیں ہوتا بلکہ خُدا ہی اپنے فضل سے یہ ممکن بناتا ہے کہ ہم ایسی زندگی گزاریں جیسی ہمیں گزارنی چاہیے۔ہم اپنے آپ پر نہیں بلکہ خُدا پر ایمان کے سبب سے زندگی گزارتے ہیں یہ خُدا پر مکمل طور پر بھروسہ وانحصار ہے تاہم ایمان اور فرمانبرادری میں ایک نمایاں تعلق ہے۔دونوں میں مرضی شامل ہوتی ہے۔ ایمان ایک انتخاب ہے جو دل کی رضامندی سے کیا جاتا ہے جبکہ فرمانبرداری اس انتخاب کا عملی نمونہ ہے۔

جب یسوع نے یہ کہا ''جس کے پاس میرے حکم ہیں اور وہ اُن پر عمل کرتا ہے وہی مجھ سے محبت رکھتا ہے۔۔۔'' (یوحنا ۱۴:۲۱) یہ کہنا آسان ہے کہ ہم یسوع سے پیار کرتے ہیں لیکن اس کے ساتھ ہمارے پیار کا ثبوت ہماری فرمانبرداری ہے۔ہم خُدا کی محبت اور پرستش کے گیت گا سکتے ہیں لیکن اگر ہم خُداوند کے کلام کے فرمانبردار نہیں تو پھر ہم محض کوئی مذہبی کھیل کھیل رہے ہیں۔خُدا سے محبت کرنا اُس کی فرمانبرداری کرنا ہے۔

جب ہم اُسکی فرمانبرداری کرتے ہیں تو بہت ہی دلچسپ باتیں وقوع پذیر ہوتی ہے خُدا اپنے آپ کو ہم پر ظاہر کرتا ہے۔دوسرے لفظوں میں فرمانبرداری عرفانِ الٰہی کو

جنم دیتی ہے اور عرفانِ الٰہی سے فتح یابی حاصل ہوتی ہے اور فتح یابی ایک ایسا عمل ہے جو جاری رہتا ہے جتنا زیادہ کلامِ خُدا کی فرمانبرداری کریں گے اتنا ہی زیادہ ہم فاتحانہ مسیحی زندگی بسر کرنے کے اہل ہوں گے۔

لیکن جب ہم خُدا کی نافرمانی کرتے ہیں تو اُس کے ساتھ ہماری رفاقت ٹوٹ جاتی ہے اگر ہم مسلسل نافرمانی میں ہی زندگی بسر کرتے چلے جائیں تو پھر ہم اپنے آپ کو گناہ کی دلدل میں دھنستا ہوا پائیں گے اور ایک ایک کر کے نافرمانی کی اینٹوں کے عمل سے شیطان ہمارے دل پر اپنے قلعے تعمیر کرتا چلا جائے گا جس کے نتیجے میں ہم اپنے گناہوں اور خواہشات کے سبب سے اسیر بن جاتے ہیں اور ہماری زندگی کی رُوحانی حالت شکست خوردگی کی طرف مائل ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ ہمارے چوگرد جو قید خانے کی دیواریں تعمیر ہو چکی ہیں اُن سے باہر نکلنے کی صرف ایک ہی راہ ہے کہ ہم ایک ایک اینٹ کر کے اس قلعے کو ڈھائیں یعنی ایک فرمانبرداری کے بعد دوسری فرمانبرداری اور کسی بھی ناکامی کے سبب سے پست ہمت نہ ہو جائیں۔ خُدا واضح طور پر فرماتا ہے ''اگر اپنے گناہوں کا اقرار کریں تو وہ ہمارے گناہوں کے معاف کرنے اور ہمیں ساری ناراستی سے پاک کرنے میں سچا اور عادل ہے''

(ا۔یوحنا ۱:۹)

جب ہم قبول کرتے ہیں کہ ہم غلط ہیں تو پھر خُدا ہمیں معاف کرے گا اور ہمیں اس لائق کرے گا کہ ایک مرتبہ پھر اُس کے ساتھ چلیں۔ جب میری بیٹی ہیزل ایک سال کی تھی تو اس نے چلنا شروع کیا میں اس کا پہلا قدم اُٹھانا کبھی نہیں بھولوں گا میں

اوراس کی ماں دونوں بہت خوش تھے لیکن جب اس نے پہلا قدم اُٹھایا تو وہ گر گئی اور میں اس کی وجہ سے ناراض نہیں ہوا۔ میں نے اس سے یہ نہیں کہا کہ ''تم کیا کر رہی ہو؟ تم کیوں سیدھی نہیں چلتی ہو'' میں نے ایسا نہیں کہا بلکہ اس کا حوصلہ بڑھایا کہ اُٹھ کھڑی ہو اوراس نے دوسرا قدم اُٹھانے کی کوشش کی اسی طرح وہ مسلسل قدم اُٹھانے کی کوشش کرتی رہی جب تک کہ اس نے پہلا قدم صحیح طور پر اُٹھا نہیں لیا۔ پھراس نے چند قدم چلنے کی کوشش کی وہ پھر سے گر گئی لیکن پھر سے اُٹھ کھڑی ہوئی اور دوبارہ چلنے لگی جلد ہی وہ ہر جگہ چلنے پھرنے لگی ، پھر چھلانگیں مارنے لگی ۔زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی کہ چلنا پھرنا اور دوڑنا اُسکی زندگی کا فطرتی معمول بن گیا۔

ہماری مسیحی زندگی میں بھی ایسا ہی ہے کہ ہمیں کئی دفعہ نا کامیوں کا سامنا کرنا پڑے گا لیکن کبھی نہ بھولیں کہ خُدا آپ کی طرف کھڑا ہو کر یہ کہہ رہا ہے کہ'' آ جا، اُٹھ کھڑا ہو تم ایسا کر سکتے ہو'' وہ اپنا ہاتھ ہماری مدد کے لئے بڑھاتا اور کہتا ہے کہ''اب ایک اور قدم لے'' جتنا زیادہ ہم اس عمل کو دہراتے ہیں اتنا ہی ہمارا تجربہ بڑھتا جاتا ہے جلد ہی فتح مند زندگی گزارنا ہمارا معمول بن جاتا ہے۔

خُدا سے تعلق لوگوں کے ذریعے

خُدا نے ہمیں اکیلے رہنے کے لئے پیدا نہیں کیا بلکہ اُس نے ہمیں اس طور پر پیدا کیا ہے کہ ہم ایک ٹیم کی صورت میں کام کریں جیسے کہ ہم ایک ہی بدن کا حصہ ہیں ہمیں یہ سیکھنے کی ضرورت ہے کہ ہم رُوحانی طور پر کیسے چلیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب خُدا نے ہمیں نجات بخشی تو اُس وقت اُس نے ہمارے اندر لوگوں کے ساتھ رفاقت رکھنے کی ضرورت بھی پیدا کی ہے اس لئے ہمیں ایک ایسی کلیسیا کو تلاش کرنے کی ضرورت ہے جہاں پر کتابِ مُقدس کی تعلیم خُدا کا کلام سمجھ کر دی جاتی ہوتا کہ ہم مسیح کو بہتر طور پر جانیں۔

مجھے مسیحی زندگی بسر کرتے ہوئے چھبیس سال ہو گئے ہیں اور میں جانتا ہوں کہ تمام کلیسیاؤں میں مسائل ہوتے ہیں لیکن کامل کلیسیا کوئی بھی نہیں ہے کیونکہ کلیسیائیں ایسے ہی لوگوں سے مل کر بنی ہیں جو کامل نہیں ہیں۔ تاہم کلیسیا ایسے لوگوں کی جماعت ہے جو یسوع کی صلیب کے پاس آئے ہوں۔ یہ مقدسوں کا شوکیس نہیں بلکہ گنہگاروں کے لئے ہسپتال ہے۔ یہ وہ مقام ہے جہاں ہماری زندگیاں بنتی ہیں یہ وہ نرسری ہے جہاں رُوحانی ترقی کے لئے ماحول فراہم ہوتا ہے اور ہم خُدا کے

کلام کے دودھ کی پہلی خوراک وہاں ہی لیتے ہیں لیکن جب ہم بڑھتے ہیں تو ہم اور زیادہ اس لائق ہوجاتے ہیں کہ کلامِ خُدا کا گوشت بھی ہضم کرسکیں۔

جب ہم ایسے لوگوں کے ساتھ بات چیت کرتے ہیں جنہوں نے پہلے ہی خُدا کے کلام کی اُن عظیم سچائیوں کا تجربہ کیا ہو۔ رُوحانی زندگی اور صحت کے لئے دوسرے ایمانداروں کے ساتھ ہماری رفاقت اتنی ہی ضروری ہے جتنی مچھلی کو پانی کی، پرندے کو ہوا کی اور ہر ذی نفس کو خوراک کی ضرورت ہوتی ہے اس کے بغیر ہم جلد مرجائیں گے۔ میں نے کئی مسیحیوں کو دیکھا کہ وہ انگور کی بیل پر ہی سوکھ جاتے اور رُوحانی طور پر مرجاتے ہیں کیونکہ انہیں ٹھوکر لگی ہے اس لئے وہ اپنی کلیسیا میں کسی کے ساتھ متفق نہیں ہیں۔ اُنہوں نے مسیحیوں کی زندگی میں بہت زیادہ ریاکاری دیکھی بہرحال ایمانداروں کی رفاقت چھوڑنا مندرجہ بالا مسائل کا حل نہیں ہے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ آپ ایمانداروں کی رفاقت کو نہ چھوڑیں بلکہ خُدا کی مرضی کے مطابق اُس کے کلام کو پُورا کریں۔

جہاں دو یا تین جمع ہوں

جب میں نے یسوع مسیح کو اپنا شخصی نجات دہندہ قبول کیا تو میں صُبح سویرے اُٹھ کر دُعا کرتا کتابِ مُقدس پڑھتا اور کچھ وقت خُدا کے ساتھ علیحدگی میں گزارتا تھا کہ خُدا میرے دل سے کلام کرے اور میں دوسروں کو بتانے والا بنوں کہ اسکی رفاقت سے میں نے کیا محسوس کیا۔ وہ میری زندگی کے خوبصورت ترین لمحات تھے جب میں اپنی زندگی کے بیتے ہوئے سالوں کے تجربے اور لمحات کو بڑے اشتیاق سے یاد کرتا ہوں تو مجھے اُن لوگوں کے ساتھ رفاقت کی ضرورت کو یاد دلاتا ہے جو میری طرح یسوع مسیح پر ایمان لائے ہیں۔

جب میں ماضی کے ان سالوں پر نگاہ کرتا ہوں تو مجھے پتہ چلتا ہے کہ دوسروں کے ساتھ میری بہت قریبی رفاقت تھی جو خُدا کے ساتھ چلنے میں میرے لئے کافی مددگار رہے ہیں۔ ہماری ایک ٹیم ہے جس کا نام ایوری ہوم ہے اس ٹیم کے اراکین ایسے ہیں جو خُدا کو بھی اور مجھے بھی پیار کرتے ہیں لیکن وہ مجھ سے مشکل اُمور پر بات کرنے سے نہیں ڈرتے۔ چند ماہ پیشتر میں نے ان سے کہا کہ میرے ساتھ دیانتداری کا ثبوت دیتے ہوئے مجھے یہ بتائیں کہ مسیح کے لئے مزید موثر ہونے کے

لئے مجھے کیا کرنا چاہیے؟ اُنہوں نے مجھ پر تعمیری تنقید کی مجھے اپنی زندگی اور قیادت میں کئی پہلوؤں کے اعتبار سے ٹوٹنے کی ضرورت ہے۔

جب عزت اور تعلقات واضح ہوں تو ہم وہ سب کچھ بن سکتے ہیں جو خُدا ہم سے بننے کی توقع کرتا ہے میں سمجھتا ہوں کہ ہم سب کے چوگرد لوگوں کی ایک چھوٹی سی جماعت کا ہونا ضروری ہے جو یسوع کو پیار کریں اور ہمیں بھی پیار کریں اور وہ ہم سے اتنی محبت کریں کہ مشکل پہلوؤں پر بھی ہم سے بات کر سکیں۔

پہلے ہمیں اِن لوگوں کی رفاقت کی ضرورت ہے جو خُدا سے پیار کرتے ہوں یعنی وہ جن سے ہم نے پورے دل سے خُدا سے محبت کرنے کی تحریک پائی ہو۔

دوسری ہمیں ایسے لوگوں سے رفاقت کی ضرورت ہے جو ہمیں پیار کرتے ہوں۔ میں اُنہی لوگوں کی اصلاح قبول کر سکتا ہوں کیونکہ میں جانتا ہوں کہ وہ مجھے پیار کرتے ہیں اور جو کچھ وہ مجھے کہتے ہیں میری اصلاح کے لئے کہتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ ایسے لوگ ہیں جو مجھے نظر نہ آنے والے داغ دھبے دکھاتے ہیں کیونکہ وہ واقعی میرا خیال رکھتے ہیں ہر مسیحی کو ایسی جماعت یا کسی ایسے شخص کی ضرورت ہے جو ہم سے اتنا پیار کرے کہ ہماری اصلاح بھی کر پائے۔

یِسُوع نے یہ فرمایا کہ ''کیونکہ جہاں دو یا تین میرے نام پر اکھٹے ہیں وہاں میں اُن کے بیچ میں ہوں'' (متی ۱۸:۲۰) اگر آپ حقیقی فتح کا تجربہ کرنا چاہتے ہیں تو ایسے دو یا تین افراد ڈھونڈیں جو ایک دوسرے کے ساتھ سنجیدہ ہوں مسلسل خُدا کے ساتھ رفاقت رکھیں اور مل کر خُدا کے طالب ہوں۔

ٹوٹے ہوئے رشتوں کو بحال کرنا

ہم ایک ایسی دنیا میں رہتے ہیں جہاں ٹوٹے ہوئے تعلقات کی بھر مار ہے،قومیں قوموں کے خلاف محاز آراء ہیں،نسلی گروہ دوسرے نسلی گروہ سے نفرت کرتے ہیں، جرائم پیشہ لوگوں کا دوردورہ ہے،میاں بیوی میں طلاق کی نوبت آ پہنچی ہے، یہ ٹوٹے ہوئے رشتے ایک ایسی نسل کی نشاندہی کرتے ہیں جس نے مسیح کو ترک کردیا ہے۔ لوگوں کا اکثر یہ سوال ہوتا ہے کہ اگر خُدا بھلا ہے تو دنیا میں اتنی زیادہ برائیاں کیوں ہیں؟ اس سوال کا سادہ سا جواب ہے کہ خُدا ہمیں انتخاب کرنے کا موقع فراہم کرتا ہے۔اُس نے ہمیں روبوٹ کی طرح نہیں بلکہ ''زندہ نفس'' کے طور پر بنایا ہے۔ہم اپنی مرضی سے اُس کی نافرمانی کرنے کا کا انتخاب کرتے ہیں۔نافرمانی سے رشتے ٹوٹتے ہیں خواہ وہ خاندانوں میں ہوں، برادری میں ہوں یا پھر اقوام میں ہوں لیکن جب ہم خُدا کی فرمانبرداری کرکے مسیح کی پیروی کرنے کا انتخاب کرتے ہیں تو پھر ہم ان ٹوٹے ہوئے رشتوں کی مرمت کا کام شروع کردیتے ہیں،ہم ایک وقت میں خُدا سے محبت اور ساتھی سے نفرت نہیں کرسکتے یہ ناممکن ہے۔ایسا دل اور زندگی جس کی جڑیں خُدا کی محبت میں لگائی گئی ہوں وہ کبھی بھی نفرت کے پھل نہیں اُ گائے گا ہم جان سکتے ہیں کہ جہاں کہیں نفرت ہے وہاں خُدا کا فضل نہیں۔

نسلِ انسانی کی تاریخ میں مسیح سے بڑھ کر کوئی اور شخصیت نہیں جس کو سب سے زیادہ غلط کہا گیا ہو۔ ہم سب نے گناہ کیا لیکن مسیح نے کبھی کوئی گناہ نہیں کیا وہ ہر اعتبار سے کامل تھا۔ اُس نے خُدا کی مکمل طور پر فرمانبرداری کی اور ایسی زندگی گزاری جیسے گزارنا چاہیے تھی۔ تو بھی اُسے پرائی صلیب پر کیلوں سے جڑ دیا گیا، اُس پر تھوکا گیا، اُس کا تمسخر اڑایا گیا، اُسے مارا گیا اور اُسے مصلوب کیا گیا تو بھی اُس نے پکار کر کہا ''اے باپ ان کو معاف کر کیونکہ یہ نہیں جانتے کہ کیا کرتے ہیں'' (لوقا ۲۳: ۳۴) جب ہم اُس کی صلیب کے سائے تلے کھڑے ہوتے ہیں تو ہم اپنے دل میں خُدا کے فضل کو حاصل کر سکتے ہیں تا کہ ہم اُن لوگوں کو معاف کریں اور اُن سے محبت کریں جو ہمیں غلط کہتے ہیں۔ یسوع مسیح کے پیروکار ہونے کے ناطے ہمیں سب سے بڑا چیلنج درپیش ہے۔ جب لوگ ہماری برائی کریں اور ہمیں غلط کہیں اُس وقت ہم کس طرح کے رویے کا اظہار کرتے ہیں اس صورت میں ہماری زندگی میں فتح کا راز مسیح کی صلیب کے سائے میں رہنا ہے۔

اگر ہم نے اس کے جواب میں کسی دوسرے کو غلط ثابت کیا ہے تو یسوع سے اپنے گناہ کی معافی مانگیں تو وہ ہمیں معاف کرے گا اور ہماری رہنمائی کرے گا کہ ہم اپنی خودی، اپنی پُرانی انسانیت کے اعتبار سے مر جائیں اور پولُس رسول کے ساتھ مل کر یہ کہہ سکیں کہ ''میں مسیح کے ساتھ مصلوب ہوا'' (گلتیوں ۲: ۲۰)

جب ہم مسیح مصلوب کے سامنے جھک جاتے ہیں تو پھر انکساری ہماری زندگی میں سب سے بڑی خصوصیت بن جاتی ہے کیونکہ انکساری زندگیوں کو منظم کرتی ہے

اور اس لائق بناتی ہے کہ جن کے ساتھ ہم نے اچھا نہیں کیا اُن کے پاس بھی جائیں اور اُن سے معافی طلب کریں۔

صلیب صرف اُوپر والے (خُدا) کے ساتھ ہی ہمارے تعلقات استوار نہیں کرتی بلکہ نیچے والوں (لوگوں) کے ساتھ بھی کرتی ہے۔ہم ٹوٹے ہوئے تعلقات بحال کر سکتے ہیں لیکن اس عمل کا آغاز صلیب سے ہوتا ہے کیونکہ یہ ہماری اپنی مرضی اور منصوبے کے تحت نہیں بلکہ خُدا کا وہ فضل ہے جس کا اطلاق صلیب کے سائے تلے ہماری زندگیوں پر ہوتا ہے اور ہم فتح پاتے ہیں۔

نیکی کے لئے نیت کا اور عمل کے لئے ایمان کا ہونا بہت ضروری ہے۔

خُدا سے تعلق قائم کرنا

ہمارے ایمان کی تازگی کا آغاز اُس وقت ہوتا ہے جب ہم یہ سمجھتے ہیں کہ خُدا کے ساتھ میری وفاداری کے سبب سے کوئی نمایاں فرق پیدا نہیں ہورہا اور جس طرح سے مجھے زندگی گزارنی چاہیے میں گزار رہا ہوں۔ ایسے حالات میں ہم اُس وقت تک دوسروں سے اپنے ایمان کا بیان کرنے کے لائق نہیں ہوں گے جب تک ہم سچے دل سے اپنے گناہوں کا اقرار نہ کرلیں۔

خُدا پاک ہے۔ اگر ہماری زندگی میں ایسی باتیں ہیں جو اُس کی خوشی کا سبب نہیں تو ہم کبھی بھی اُس کے ساتھ اپنا تعلق درست نہیں رکھ سکتے۔

مثال کے طور پر زبور 51 میں داؤد اپنے گناہ کا اقرار کرتا ہے جب وہ خُدا کے ساتھ مکمل طور پر دیانتدار ہوگیا تو اس نے خُدا سے درخواست کی مجھے پاک اور اپنے ساتھ چلنے میں تازہ دم کردے ''تب میں خطا کاروں کو تیری راہیں سکھاؤں گا اور گنہگار تیری طرف رجوع کریں گے'' (زبُور ۵۱:۱۳)

داؤد کو پہلے شخصی بیداری کے تجربے کی ضرورت تھی تب ہی وہ اس لائق ہوا کہ دوسروں تک خُدا کی محبت کا پیغام لے جاسکے۔ وہ سمجھتا تھا کہ دوسروں تک خُدا کے پیغام کے ذریعے ہی سے رسائی ہوسکتی ہے۔

اگر ہم اپنے ایمان کی گواہی کے لئے تیار ہی نہ ہوں اور کہیں کہ وقفہ ختم کریں بیداری آ جائے تو ایسا نہیں ہو گا۔ کسی حد تک بیداری کا تعلق یسوع مسیح اِبن خُدا کے حکم کی فرمانبرداری میں ہے۔ یسوع نے کہا کہ ساری دنیا میں جا کر لوگوں کو خُدا کی محبت کی خوشخبری سُناؤ۔ اگر ہم خُدا کے احکام کی نافرمانی کرتے ہیں تو پھر خُدا کے ساتھ ہم آہنگ ہو کر کیسے چل سکتے ہیں یہ ناممکن ہے۔ بیداری اکثر ہمارے اندر سے اُس وقت شروع ہوتی ہے جب ہم دوسروں تک انجیل کے وسیلہ سے رسائی حاصل کرتے ہیں۔

''شکستہ رُوح خُدا کی قربانی ہے اے خُدا تو شکستہ اور خستہ دل کو حقیر نہ جانے گا'' (زبُور ۵۱:۱۷) خُدا کے حضور شکستہ ہونے کے وسیلے سے ہی خُدا کے دل کو چھوا جا سکتا ہے خُدا شکستہ دلوں کو بیدار کرتا اور شفا دیتا ہے تا کہ مسیح کے پیغام کے ذریعے دنیا تک رسائی کی جائے۔ گنہگار لوگوں تک خُدا کی محبت کے عظیم پیغام کے وسیلہ سے رسائی ہماری اپنی زندگی میں بیداری کا نتیجہ ہے اور ہماری زندگی میں بیداری کی وجہ بھی یہی ہے۔

پاکستان کے کئی ایسے علاقے بھی ہیں جہاں لوگ اس قدر کھوئے ہوئے ہیں جن کو دیکھ کر میرا دل ٹوٹ جاتا ہے۔ جب میں بے شمار لوگوں کو بیماریوں سے مرتے ہوئے دیکھتا ہوں تو میرا دل روتا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ ان میں سے بہتیرے اپنے گناہوں کے سبب سے مر رہے ہیں۔ ''کیونکہ گناہ کی مزدوری موت ہے'' رومیوں ۶ : ۲۳ جو جان گُناہ کرے گی وہ مرے گی۔ لیکن یہ بھی سچ ہے کہ خُدا نے

دنیا سے ایسی محبت رکھی کہ اُس نے اپنا اکلوتا بیٹا بخش دیا تا کہ جو کوئی اُس پر ایمان لائے ہلاک نہ ہو بلکہ ہمیشہ کی زندگی پائے۔(یوحنا ۳:۱۶)

جب میں دیکھتا ہوں کہ لاکھوں کی تعداد میں لوگ ہندو اِزم، سکھ اِزم اور اسلام کی وجہ سے رُوحانی طور پر اندھے ہیں تو میں روتا ہوں کیونکہ میں جانتا ہوں کہ خُدا اُن سے محبت کرتا ہے اور مسیح نے اُن کے گناہوں کی معافی کے لئے صلیب پر اپنی جان دی ہے۔ ہم اپنے محدود وسائل کی وجہ سے ان لوگوں کی مدد تو نہیں کر سکتے جو نجات دہندہ سے کبھی نہیں ملے لیکن ہم ان کے لئے خُدا کے حضور دُعا میں رو سکتے ہیں جنہوں نے خُدا کی محبت کو کبھی جانا ہی نہیں جس نے نجات دہندہ کو اس دنیا میں بھیجا۔ آئیں ہم بھی اپنے اردگرد لوگوں کو دیکھیں کہ وہ کس قدر مجبور، لاچار، مسکین، بے یار و مددگار ہیں اُن کی حوصلہ افزائی کریں ''اپنے ایمان کو عمل میں لائیں'' اور ان لوگوں سے عملی محبت کا اظہار کریں۔

کیونکہ

ایمان اقرار کے بغیر

محبت اظہار کے بغیر

عشق دیدار کے بغیر

کچھ نہیں، کچھ نہیں

میں انجیل سے نہیں شرماتا

تقریباً دو ہزار سال پیشتر پولُس رسول جو کہ مسیحی ایمان کے سورماؤں میں سے ایک اور عہد جدید کی کئی کُتب کا مصنف بھی تھا۔ فرماتا ہے کہ ''کیونکہ میں انجیل سے شرماتا نہیں اس لئے کہ وہ ہر ایک ایمان لانے والے کے واسطے پہلے یہودی پھر یونانی کے واسطے نجات کے لئے خُدا کی قدرت ہے'' (رومیوں ۱:۱۶) یہ شخص جو کسی وقت مسیحیوں کو ستانے والا تھا وہ اُن کی نہایت ہی موثر آواز بن گیا۔ اس کی تبدیلی مافوق الفطرت الفاظ کے علاوہ ناقابل بیان ہے لیکن اس کا حوصلہ اور زیادہ حیران کن تھا کہ مسیحیت سے شدید نفرت کرنے والا شخص کیسے مسیحی ایمان کا حامی ہو گیا؟

یہ اُس کی اعلیٰ تقریر اور لوگوں کے اُس بڑے جم غفیر کو پیچھے لگا لینے کی صلاحیت کے سبب سے نہیں ہوا، جس نے اُسے حوصلہ دیا اُس نے کہا میری تقریر اور میری منادی میں حکمت کی لبھانے والی باتیں نہ تھیں بلکہ وہ رُوح اور قدرت سے ثابت ہوتی تھی۔ پولُس سمجھتا تھا کہ اُس کی تبدیلی اس بات کی گواہی تھی کہ خُدا کی قدرت اُس میں کارفرما ہے خُدا نے پولُس کو تبدیل کیا اور وہ خود سے آگے نہیں بڑھا۔ وہ جانتا تھا کہ خُدا کے مافوق الفطرت کام کے ذریعے جو وہ دوسروں کے دلوں میں کرتا ہے لوگوں میں حقیقی تبدیلی ممکن ہے اِس لئے اِس بات کو یقینی بنانے کے لئے وہ بڑا محتاط

تھا کہ اُس کا پیغام انسانی قابلیت کے وسیلہ سے نہیں بلکہ خُدا کی قدرت کے وسیلہ سے کام کرے۔

یوں لگتا ہے جیسے پولُس کی دلیری کا راز خُدا کی قدرت کے عرفان اور شخصی تعلق کے مضبوط ہونے پر مبنی تھا اور وہ دمشق کی راہ پر ہونے والے تجربے کو کبھی بھی نہیں بھولا۔ جہاں اُس کا زندہ مسیح سے سامنا ہوا تھا اسی تجربے نے اُسے تحریک دی کہ وہ دُنیا کے لئے بوجھ رکھے۔ اِسی سے وہ اِس لائق ہوا کہ مسیح کے لئے مرجائے، یہ تجربہ اُس کی ہڈیوں میں جلتی آگ کی مانند ہوا ہوگا جس کی وجہ سے وہ تاریخ دان اور دنیا کو ہلا دینے والا بن گیا۔

میں نے اکثر ایسے مسیحیوں کو جو مسیحی خاندانوں میں پیدا ہوئے اور پلے بڑھے ہیں یہ کہتے سُنا ہے کہ میری گواہی پولُس کی طرح گرما دینے والی نہیں ہے کیونکہ میں اپنے ایمان کا دوسرے لوگوں کی طرح دلیری اور اس جوش وجذبے سے اظہار نہیں کرسکتا جیسے دوسرے لوگ کرتے ہیں اس طرح کے بہانے بازوں کے لئے میرا جواب یہ ہے کہ آپ سمجھے ہی نہیں ہیں کہ دلوں کو گرما دینے والی گواہی کیا ہوتی ہے۔ گواہی میں جو مرکزی بات ہے وہ یہ نہیں کہ ہم کتنے بُرے تھے اور ہم نے کتنے قوانین توڑے ہیں یا گناہ کئے ہیں بلکہ بات یہ ہے کہ خُدا کتنا بڑا ہے۔ جیسے پولُس نے مسیح کی موت تدفین اور جی اُٹھنے کے وسیلے سے نجات پائی اسی طرح ہم بھی نجات پاتے ہیں۔ خُدا کی قدرت اور فضل کے وسیلے سے مجھے نجات ملی اسی طرح مسیحیوں کو ستانے والے اور اُن سے نفرت کرنے والے کے ساتھ ہوا۔

یہ کوئی تبدیلی کا ڈرامانہیں بلکہ یہ نجات پانے کے لئے خُدا کی قدرت تھی جس کی وجہ سے پولُس دلیر ہو گیا تھا اور اُسی کے باعث میں اور آپ بھی دلیر بن جاتے ہیں۔ میں جہاں کہیں بھی منادی کرتا ہوں لوگوں کو بتا تا ہوں کہ آج معجزے کا دن ہے کیونکہ معجزے کے سبب سے تو میں یہاں پر کھڑا ہوں۔ میں خُدا کو تلاش نہیں کر رہا تھا بلکہ وہ میری تلاش کر رہا تھا۔ ایک دن اُس نے میری توجہ حاصل کر لی اور مجھے تبدیل کر ڈالا۔ یہ اس لئے معجزہ ہے کیونکہ اگر فطرتی طور پر دیکھا جائے تو میں یہاں نہ ہوتا مگر یہ خُدا کا فضل اور قدرت ہے جس کی وجہ سے میں آج یہاں کھڑا ہوں۔ آپ کو شرمانے کی ضرورت نہیں ہے، آپ دلیر اور حوصلہ مند ہو سکتے ہیں کیونکہ جس قدرت اور مُعافی کے وسیلہ سے پولُس نے نجات پائی اُسی کے وسیلہ سے آپ نے بھی نجات پائی ہے۔ اگر آپ واقعی مسیح کو جانتے ہیں تو آپ کی گواہی بھی بڑی زبردست ہے۔ گواہی یہ نہیں کہ آپ نے کیا کیا ہے بلکہ یہ کہ خُدا نے آپ کے لئے کیا کیا ہے۔ یہ اُس کی قدرت محبت اور معافی ہے جس کے وسیلہ سے آپ دلیر ہوتے ہیں۔ آپ بھی پولُس رسول جیسی قابلیت کے ساتھ یہ کہہ سکتے ہیں کہ میں انجیل سے نہیں شرماتا ہماری فتح کا تعلق مکمل طور پر مسیح میں ہمارے مقام سے ہے اس لئے ہر روز صبح اُٹھتے ہی ایمان سے اپنے آپ کو یسوع کے خون میں چُھپائیں اور رُوح القُدس سے درخواست کریں کہ وہ آپ کی زندگی کو اپنے قابو میں رکھے۔ ایسا کرنے سے ہم شیطان کے حملے سے بچ جائیں گے اور اُس پر فتح پائیں گے۔

مُصلوب شُدہ زندگی

میں اپنی مسیحی زندگی کے ابتدائی تین سالوں کو کبھی بُھلا نہیں سکتا جب میں ہر کسی کو خُدا کی عظیم محبت کے بارے میں بتانا چاہتا تھا لیکن تین سال بعد میرے مسیحی تجربے کو کچھ ہو گیا خُدا کی محبت کے شعلے میرے دل میں کم ہونا شروع ہو گئے اور میں نہیں جانتا تھا کہ کیا کروں؟۔ وہ فتح جو مجھے میسر تھی اب وہ نہیں رہی تھی میں نہیں جانتا تھا کہ وہ شعلے جو کسی وقت میری رُوح میں جلتے تھے اُنہیں پھر سے کیسے جلایا جائے؟

ایک دن میں ایک شخص سے ملا جس کا نام پاسٹر ریاست مسیح ہے اور وہ خُدا کے کام میں سرگرم ہے اور وہ جس کسی سے بھی ملتا ہے اُسے گواہی ضرور دیتا ہے جب میں نے دیکھا کہ خُدا کی محبت کی آگ اُس کے دل میں شعلہ زن ہے تو مجھے اپنی مسیحی زندگی میں شکست خوردگی کا شدید احساس ہوا اور میں نے پاسٹر صاحب کے مقابلے میں اپنے آپ کو انتہائی شکست خوردہ محسوس کیا۔ میں نہیں جانتا تھا کہ کیا کروں کیونکہ میں خُدا کے ساتھ چلنے کی بڑی کشمکش میں تھا۔

اُس شب میں نے خُدا کے حضور گھٹنوں کے بل ہو کر دعا میں اپنا دل انڈیلا اور ساری رات روتا رہا۔ میری زندگی میں وہ انقلاب برپا کرنے والی رات تھی جس میں

برادر سموئیل اپنی خودی کی زندگی، غرور، دکھاوے اور خودغرضی کے اعتبار سے مر گیا۔ پولُس رسول نے فرمایا کہ ''میں مسیح کے ساتھ مصلوب ہوا ہوں اور اب میں زندہ نہ رہا بلکہ مسیح مجھ میں زندہ ہے اور میں جو اب جسم میں زندگی گزارتا ہوں تو خُدا کے بیٹے پر ایمان لانے سے گزارتا ہوں جس نے مجھ سے محبت رکھی اور اپنے آپ کو میرے لئے موت کے حوالہ کر دیا'' (گلتیوں ۲:۲۰) پولُس مسیح کے ساتھ جسمانی اعتبار سے مصلوب نہیں ہوا تھا بلکہ رُوحانی طور پر ''خودی کی زندگی'' کے اعتبار سے مصلوب ہوا تھا اب اُس کی زندگی کو اُس مسیح کے وسیلے سے ہی بیان کیا جا سکتا تھا جو اُس میں رہتا تھا۔

جب مجھ پر اس عظیم سچائی کا بھید کھلا تو ایک مرتبہ پھر سے خُدا کی محبت کی آگ میرے دل کے اندر جلنا شروع ہو گئی۔ اصل میں جب میں مسیح پر ایمان لایا تھا تو میں اپنی خودی، پرانی انسانیت کے اعتبار سے مر چکا تھا اور نئی انسانیت کے اعتبار سے جی اُٹھا تھا یہی وجہ ہے کہ میں نے شروع میں کافی حد تک فتوحات حاصل کیں لیکن جب میرے اندر یہ سوچ آ گئی کہ میں مسیحی زندگی گزار سکتا ہوں اور میں نے ایسا کرنے کی کوشش کی اور بُری طرح ناکام ہوا۔

یاد رکھیں! فتح مند مسیحی زندگی ہی مصلوب شدہ زندگی ہے۔ یہ وہ زندگی ہے جو خودی کے اعتبار سے مر گئی ہوتی ہے کیونکہ مرنے کا نتیجہ ہی زندگی ہے۔ ہم مسیح کے جی اُٹھنے کی قدرت کو کبھی بھی نہیں جان سکتے جب تک کہ ہمیں اُس کے ساتھ مصلوب شدہ زندگی کا تجربہ نہ ہوا ہو۔ کیا آپ اس تجربہ کے لئے تیار ہیں؟

میں ہر روز مَرتا ہوں

مذہب کے عظیم مُعلم شاید ان الفاظ کو نہ سمجھ پائیں کہ میں ہر روز مرتا ہوں لیکن ہر فتح مند مسیحی کے لئے یہ الفاظ قابل فہم ہیں کیونکہ فتح مند مسیحی زندگی کا راز ان الفاظ میں پایا جاتا ہے جو دو ہزار برس پہلے پولُس رسول نے نہ صرف کرنتھس میں رہنے والے ایمانداروں کو بلکہ گلتیہ اور روم میں موجود ایمانداروں کو بھی خط لکھے کہ میں ہر روز مرتا ہوں۔(۱۔کرنتھیوں ۱۵:۳۱)

پولُس اس حقیقت کو سمجھتا تھا کہ فتح مند مسیحی زندگی کا راز مصلوب شدہ زندگی میں ہی ہے لیکن پھر اس کا کیا مطلب ہے؟ پولُس ایک ایسی رُوحانی حقیقت کی بات کرتا ہے جس کو جاننے کے لئے بہت سے مسیحی ناکام ہوئے۔ یہ سچائی وہ چابی ہے جس کے ذریعے فاتحانہ مسیحی زندگی کے دروازے کُھل جاتے ہیں یہی وہ بنیاد ہے جس پر ہماری زندگی کی فتح قائم ہے۔ یہ وہ عنصر ہے جس کے وسیلے سے ہر ایک ایماندار کو اُس کی زندگی کے ان پہلوؤں میں فتح میسر ہوتی ہے جہاں وہ اپنے آپ کو کمزور سمجھتا ہے اور فتح پانے کی کوشش کرتا ہے مسیح کی موت کے وسیلہ سے نسلِ انسانی کو ایک عظیم فتح نصیب ہوئی اور وہ قیامت المسیح ہے۔

جب ہم مسیح پر ایمان لاتے ہیں تو وہ ایک ایسا رُوحانی تجربہ ہوتا ہے جو ہماری زندگیوں کو بدل دیتا ہے ہم پرانی زندگی کے اعتبار سے مر کر نئی زندگی پاتے ہیں۔ ''اس لئے اگر کوئی مسیح میں ہے تو وہ نیا مخلوق ہے پرانی چیزیں جاتی رہیں دیکھو وہ نئی ہوگئیں'' (۲۔کرنتھیوں ۱۷:۵) جب ہم مسیح کو اپنے خُداوند اور نجات دہندہ کے طور پر قبول کرتے ہیں تو ہماری زندگیاں عملی طور پر تبدیل ہوجاتی ہیں۔تو پھر ہم شکست خوردہ کیوں ہوتے ہیں؟

اس کا سادہ سا جواب یہ ہے کہ ہم اپنے زور سے زندگی گزارنے کی کوشش کرتے ہیں۔ہمیں ہر روز مرنا ہے جب ہم اپنی خودی کے اعتبار سے مر جاتے ہیں تو پھر رُوح القدس ہمارے اندر مسیح کی زندگی کو ظاہر کرتا ہے زندہ ہونے کے لئے مسیح کو مرنا پڑا اِسی طرح ہمیں روزانہ مرنے کی ضرورت ہے تاکہ مسیح کے جی اُٹھنے کے بعد کی زندگی ہم میں نظر آئے جو مکمل طور پر رُوح القدس کے وسیلہ سے ہی ممکن ہوتی ہے۔جس دن میں اپنی مرضی سے مسیحی زندگی گزارنے کی کوشش کرتا ہوں اُس دن بُری طرح ناکام ہوتا ہوں لیکن جس دن میں خُدا سے درخواست کرتا ہوں کہ ''میں خود سے مسیحی زندگی نہیں گزار سکتا اس لئے آج میں اپنی خواہشات ،اپنی صلاحیتوں اور کوششوں کے لحاظ سے اور خودی کے اعتبار سے مرتا ہوں'' تو اُس دن میں فتح مند زندگی گزارتا ہوں۔اُس دن میں فتح یابی سے ہمکنار ہوتا ہوں۔پولُس نے جس سچائی کو رقم کیا میں نے اس کو جان لیا کہ اب میں زندہ نہ رہا بلکہ مسیح مجھ میں زندہ ہے اِس کا دارومدار اپنے آپ پر نہیں بلکہ خُدا پر ہے جو ہمیں روح سے معمُور کرتا ہے۔

(افسیوں ۵:۱۸) بہت کم لوگ اس بھید کو جانتے ہیں کہ اس کے معنی رُوح القدس سے معمور زندگی گزارنا ہے۔ رُوح القدس سے معمور ہونے کے متعلق بہت کچھ کہا جا سکتا ہے لیکن رُوح القدس کی قُدرت میں چلنے کا ذکر بہت کم کیا جاتا ہے۔ ''اگر ہم رُوح کے اعتبار سے زندہ ہیں تو رُوح کے موافق چلنا بھی چاہیئے''۔ (گلتیوں ۵:۲۵)

میں سمجھتا ہوں کہ رُوح القدس سے معمور ہونا ایسے ہی ہے جیسے کہ سانس لینا کیونکہ جب ہم اپنے گناہوں کا اقرار کرتے ہیں تو ہم سانس کو باہر نکالتے ہیں یوں خُدا ہمارے گناہ معاف کر دیتا ہے اور ہم اپنی خودی کے اعتبار سے مر جاتے ہیں لیکن پھر جب ہم سانس کو اندر لیتے ہیں تو ایمان کے ساتھ رُوح کی معموری کا تجربہ کرتے ہیں۔ جب ہم رُوح القدس سے معمور ہوتے ہیں تو اِس کا مطلب یہ ہے کہ اب میری زندگی کی باگ ڈور مسیح نے سنبھال لی ہے اور وہ میری رہنمائی کرتا ہے، جو کچھ خُدا چاہتا ہے کہ میں بنوں وہ ایسا بننے کی توفیق بخشتا ہے جو کہ خُدا کی خوشنودی کا باعث ہے۔

ایک نئے ایماندار ہونے کی حیثیت سے رُوح القدس سے معمور ہونے کا مجھے تجربہ ہوا جس کو میں لفظوں میں بیان نہیں کر سکتا۔ جب میں نے رُوح القدس کو موقع دیا کہ میری زندگی کی باگ دوڑ سنبھالے تو اُس نے راستبازی کا پھل میرے دل کے اندر پیدا کرنا شروع کر دیا جس میں محبت، خوشی، اطمینان، تحمل، مہربانی، نیکی، ایمانداری، حلم، پرہیزگاری شامل ہے۔

انتخاب آپ کا ہے خُدا کی فتح یا ہماری شکست، خُدا کا زور یا ہماری کمزوری، رُوح کے کام یا جسم کے کام، مسیح کے تابع ہونا یا خود کو مرکز بنانا ہے۔

پولُس رسول نے رُوح القدس کے الہام سے کئی سو سال پہلے ان الفاظ کو رقم کیا ہے کہ ''رُوح سے معمور ہوتے جاؤ'' (افسیوں ۵:۱۸) اگر آپ اپنی خودی اور گناہوں کے اعتبار سے خالی ہو گئے ہیں تو آپ ایسی حالت میں ہیں کہ رُوح القدس سے معمور ہو سکتے ہیں اس لئے آپ خُدا سے درخواست کریں کہ وہ آپ کی زندگی میں یہ کام کرے۔

پولُس رسول گلتیہ کی کلیسیا کو لکھتا ہے کہ رُوح سے معمور ہونے سے کیا مراد ہے جب وہ رُوح کے پھل بیان کرتا ہے تو وہ رُوح سے معمور زندگی کی گواہی پیش کرتا ہے ''مگر میں یہ کہتا ہوں کہ رُوح کے موافق چلو تو جسم کی خواہش کو ہر گز نہ پورا کرو گے'' (گلتیوں ۵:۱۶) پھر وہ یہ کہتے ہوئے اِس بڑی ضرورت پر زور دیتا ہے کہ ''اگر ہم رُوح کے موافق زندہ ہیں تو اُس کے موافق زندگی بھی گزاریں'' وہ جانتا تھا کہ رُوح کے متعلق باتیں کرنے سے زیادہ رُوح میں چلنا ضروری ہے آج ہمیں رُوح القدس کی قدرت سے متعلق تعلیم دینے کی اشد ضرورت ہے۔

یہ میرا تجربہ ہے کہ آج کے دور میں مسیحی لوگ رُوح القدس کی قدرت میں زندگی گزارنے کے بجائے رُوح القدس کی معموری کے متعلق باتیں کرنے میں زیادہ ماہر ہیں۔اس لئے ہمیں رُوح کے موافق چلنا ضرور سیکھنا چاہیے۔ یہ بڑی دلچسپ بات ہے کہ جب پولُس نے افُسس کی کلیسیا کو لکھا تو اُس نے رُوح القدس سے

معمور ہونے کا موازنہ شراب میں متوالے ہونے سے کیا۔ مجھے یہ بات کہنے میں کوئی عارنہیں کہ پاکستان میں بھی مسیحی لوگ اور پاسبان شراب میں متوالے ہونے کے باعث سیدھانہیں چل پارہے ہیں کیونکہ یہ ایک فیشن بنتا جا رہا ہے لیکن جب ہم رُوح القدس سے معمور ہوتے ہیں تو ہم بالکل درست اور سیدھا چلتے ہیں اس کے لئے کوشش نہیں کرنی پڑتی بلکہ جب ہم رُوح القدس کے کنٹرول میں ہوتے ہیں تو وہ ہمیں پاکیزگی اور پُروقار راہ پر لئے چلتا ہے۔

بہت سے لوگ ہیں جو مسیحی زندگی کا آغاز تو اچھا کرتے ہیں مگر اُنکا انجام اچھا نہیں ہوتا۔ اِس کی عموماً وجہ یہ ہوتی ہے کہ جو زندگی کا پانی ان کے اندر ہوتا ہے اُس کا استعمال صحیح طور پر نہیں کرتے اس لئے ضروری ہے کہ ہم روزانہ اپنی زندگی میں رُوح القدس کی معموری کا تجربہ کرتے رہیں۔ وہی ہمیں قوت بخشتا اور اِس لائق کرتا ہے کہ ہم اُس طور سے زندگی گزاریں جیسے کہ گزارنی چاہیے۔ خُدا کے ساتھ چلنے میں ہماری زندگی میں جتنی بھی رکاوٹیں اور مسائل ہوتے ہیں وہ ہمیں ان پر غلبہ بخشتا ہے تا کہ جو کام ہم نے شروع کیا ہے اُسے پایہ تکمیل تک پہنچا سکیں۔ اس لئے آؤ ہم مافوق الفطرت طریقے سے پاکیزگی میں زندگی بسر کریں۔

رُوح میں کام کرنا

موسیٰ وہ شخص تھا جسے خُدا نے کثرت سے استعمال کیا۔موسیٰ دُخترِ فرعون کے فرزند کے طور پر مصر میں پلا بڑھا۔جب وہ چالیس برس کا ہوا تو اُس نے اپنے عبرانی بھائیوں کی مدد کرنے کی کوشش کی مگر وہ بُری طرح نا کام ہوا۔وہ اپنی جان بچانے کے لیے مدیان کے صحراء کی طرف بھاگ نکلا جہاں پہاڑ پر خُدا کے ساتھ ملاقات کے بعد وہ خُدا کے لوگوں کو فرعون کی غلامی سے رہائی دلانے کے لئے خُدا کے رُوح کے اختیار اور قوت سے مصر میں واپس آیا۔یہ اُسی وقت ممکن ہوا جب اُس نے یہ سیکھ لیا کہ خُدا کے کام کو جسم کے زور پر نہیں بلکہ رُوح القدس کی تحریک سے کرنا ضروری ہے، یہ ہماری قابلیت نہیں بلکہ خُدا کی طرف سے اُس کے کام کرنے کے لئے بخشی گئی صلاحیت ہے۔

آج بہت سے لوگ خُدا کی بادشاہی کے لئے موثر تو ہونا چاہتے ہیں مگر وہ رُوح کی قدرت سے کام کرنا ہی نہیں چاہتے۔رُوح میں کیا گیا کام ہمیں اِس لائق کرتا ہے کہ ہم اُس کی مرضی کو پورا کریں۔جب ہم دیکھیں گے کہ رُوح کی مدد سے خدا کے کام کرنے میں اُسی کی مرضی پوری ہوئی ہے تو اس کا حتمی نتیجہ خوشی ہو گا۔جیسا کہ لکھا ہے کہ یہ نہ زور سے اور نہ توانائی سے بلکہ میری رُوح سے رب الافواج فرماتا ہے۔

جب میں اپنی زندگی کے اختتام کے بارے میں سوچتا ہوں تو میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ جس مقصد کے لئے خُدا نے مجھے خلق کیا اس کو میں نے اپنی زندگی میں پورا کیا ہے یا نہیں۔ یہی اصل میں زندگی کا حقیقی مقصد ہے۔ اس دنیا میں بے شمار مذاہب ہیں اور ہر مرد و زن، لڑکے اور لڑکی کے دل میں ایک بنیادی آرزو ہے کہ اپنے خالق خُدا کی پرستش کرے اُسے جانے اس سے پیار کرے کیونکہ خُدا نے ہمیں اس لیے خلق کیا ہے۔ اس دنیا میں اتنے زیادہ مذاہب اور عقائد ہیں تو پھر درست کونسا ہے؟ ہندو کئی دیوتاؤں کی پوجا کرتے ہیں۔ مسلمان ایک ہی خُدا کی عبادت کرتے ہیں۔ یہودی بھی ایک ہی خدا کی عبادت کرتے ہیں لیکن وہ پھر بھی ایک دوسرے کے مخالف ہیں۔ ان سب مذاہب کا درست ہونا ناممکن ہے کیونکہ خداوند یسوع مسیح نے فرمایا ہے کہ "وہ وقت آتا ہے بلکہ اب بھی ہے کہ سچے پرستار باپ کی پرستش روح اور سچائی سے کریں گے کیونکہ باپ اپنے لیے ایسے ہی پرستار ڈھونڈتا ہے" (یوحنا ۴: ۲۳)

اس سے پہلے کہ ہم رُوح میں پرستش کریں ضرور ہے کہ ہم نئے سرے سے پیدا ہوں۔ مذہب ظاہری رسوم پر مبنی خُدا تک رسائی کے لئے انسان کی اپنی کاوش ہے لیکن حقیقی پرستش ہر اُس ایماندار شخص کے دل سے اُٹھتی ہے جو یسوع مسیح پر ایمان لاتا ہے جب مسیح میرے دل میں آیا تو اُس کے بعد میں مذہبی و ظاہری رسوم کا پیروکار نہ رہا بلکہ میں رُوح میں اس کی پرستش کرنے لگا۔ فتح منداور خوشگوار زندگی اُسی وقت شروع ہوتی ہے جب ہم اپنے نجات دہندہ خداوند یسوع مسیح کی دل کی گہرائیوں سے پرستش کرتے ہیں اگر آپ اپنی زندگی میں فتح پانا چاہتے ہیں تو پھر یسوع کی پرستش کرنے کے لئے وقت نکالیں۔

خوشگوار مسیحی زندگی

کئی سالوں تک میں یہ سمجھتا رہا کہ ایک مسیحی وہ ہے جس کا رنگ اُڑا ہوا ہو اور وہ زندگی میں ظاہری طور پر بڑا سخت مزاج لگتا ہو، اس کے علاوہ مجھے یہ بھی غلط فہمی تھی کہ میری خوشی کا دارومدار بھی دوسرے لوگوں کی ظاہری خوشی پر مبنی ہے لیکن جب مسیح میرے دل میں آیا تو مجھ پر ایک عظیم انکشاف ہوا کہ مسیحیت یہ نہیں کہ مجھے بوجھ تلے دبا ہونا ہے یعنی میں ایسے کام کروں جن کے کرنے میں مجھے کوئی خوشی نہیں ہے۔ میری خوشی کا دارومدار ظاہری حالات اور دوسرے لوگوں پر نہیں بلکہ رُوح القدس کے میرے دل میں سکونت پذیر ہونے سے ہے۔ کسی بھی ایماندار کے دل میں رُوح القدس کے کام کرنے کے جو دو ثبوت نظر آتے ہیں وہ محبت اور خوشی ہے۔

کتابِ مُقدس جس خوشی کا ذکر کرتی ہے اس کے تین پہلو ہیں۔

(۱) کسی شخص کی ذہنی اور جذباتی کیفیت

(۲) ایماندار میں رُوح القدس کا پھل نظر آنا

(۳) اخلاقی تسلی اور سکون کا احساس ہونا

حقیقی خوشی اخلاقی تسلی سے کہیں زیادہ بڑھ کر ہے یہ ذہن کی نفسیاتی اور جذباتی کیفیت کا نام ہے جسکا انحصار ہمیں لوگوں کے قبول کرنے یا نہ کرنے پر نہیں ہوتا۔ خوشی کا اظہار ظاہری نہیں بلکہ باطنی ہوتا ہے۔

دو ہزار سال پہلے مسیح نے ہمارے لئے جو کچھ صلیب پر کیا اُس کو قبول کرنے کے وسیلہ سے ہی ہم خُدا کے حضور مقبول ٹھہرتے ہیں۔اسی سے باطنی اور ابدی خوشی میسر ہوتی ہے جسے نہ تو بیان کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی اُس کی وضاحت کی جا سکتی ہے کیونکہ اس سے ذہن کی جذباتی اور نفسیاتی کیفیت مسیح کی قبولیت کے ذریعے سے ہی پیدا ہوتی ہے اور مسیحی کو اپنی زندگی میں خوشی کے قیام کے لئے نہ تو کسی شخص کی اور نہ ہی کسی پارٹی کی ضرورت ہے۔

مسیحی زندگی میں خوشی وہ خصوصیت ہے جو رُوح القدس کے دل میں سکونت پذیر ہونے سے ہی میسر آتی ہے جیسا کہ لکھا ہے کہ

''رُوح کا پھل محبت ،خوشی ،اطمینان، تحمل، مہربانی، نیکی، ایمانداری، حلم، پرہیز گاری ہے۔''(گلتیوں ۵:۲۲)

جو کہ مافوق الفطرت طور پر خُدا کا فضل ہے۔جب ہم اپنی زندگی کو مکمل طور پر رُوح القدس کے کنٹرول میں دیتے ہیں تو وہ عجیب طریقے سے ہمارے اندر خوشی پیدا کرتا ہے جو دنیا کے حالات سے کہیں زیادہ عظیم ہوتی ہے یہ خوشی ان تمام منفی باتوں کو دور کر دیتی ہے جو دوسرے لوگ ہماری بابت سوچتے ہیں کیونکہ یہ خُداوند کی شادمانی اور رُوح القدس کا پھل ہے۔عہدِ عتیق میں بھی اطمینان کی بات ہوئی ہے مگر یہ

اطمینان عہد جدید کے مقابلے میں زیادہ تر ظاہری ہے۔ اکثر اس کے معنی جسمانی ہوتے ہیں تاہم عہد جدید میں اطمینان کا تعلق ہمارے باطن اور خُدا کے ساتھ رشتے پر مبنی ہے۔ ہماری خوشی کی بنیاد ہماری زندگی کے حالات یا انسان کی نظر میں مقبول ہونا نہیں ہے۔ یہ ایسی خوشی ہے جو ہمارے دل کے اندر سے اُٹھتی اور یسوع کے صلیب پر کئے گئے کام کی بدولت رُوح القدس کے وسیلہ سے میسر آتی ہے خداوند کی شادمانی ہماری قوت ہے جو کہ فتح مند خوشگوار زندگی ہے۔

خُدا کا اطمینان

کیا ہم خُدا کے اطمینان کو جان سکتے ہیں اور اُس کا تجربہ بھی کر سکتے ہیں؟اس کا مطلب یہ نہیں کہ ایک مسیحی کی زندگی میں مشکلات اور آزمائشیں نہیں ہوں گی جس کی وجہ سے دُکھ، درد، بیماری، مصیبت، تنگی جنم لیتی ہیں۔اس بات کو سمجھنا ناممکن ہے کہ مسیحی زندگی میں ہم اتنے دُکھوں تکلیفوں سے کیوں دوچار ہوتے ہیں۔کلامِ خُدا میں لکھا ہے کہ ''کسی بات کی فکر نہ کرو بلکہ ہر ایک بات میں تمہاری درخواستیں دُعا اور منت کے وسیلہ سے شکرگزاری کے ساتھ خُدا کے سامنے پیش کی جائیں تو خُدا کا اطمینان جو سمجھ سے بالکل باہر ہے تمہارے دلوں اور خیالوں کو یسوع مسیح میں محفوظ رکھے گا'' (فلپیوں ۴:۶-۷)

وہ اطمینان جو سمجھ سے باہر ہے یہ ایک ایسا لفظ ہے جس کے پرانے اور نئے عہد نامہ میں مختلف معنی ہیں پرانے عہد نامے میں اس کے معنی کاملیت یا کسی شخص کی فارغ البالی کے لیے استعمال ہوئے ہیں پھر یہودی روایت کے مطابق لفظ ''شالوم'' بھی امن و صلح کی آرزو کرنا تھا۔ پرانے عہد نامہ میں اطمینان کو خُدا کی طرف سے بخشش سمجھا جاتا تھا اور شریعت کی تعمیل کرنے سے حاصل کیا جا سکتا تھا۔

عہدِ جدید میں عام طور پر اطمینان مسیح کے وسیلے خُدا کے ساتھ تعلق کی بنا پر حاصل ہوتا ہے۔ اصل میں اس کی جھلک پرانے عہد نامے کے اُن نوشتوں میں نظر آتی ہے جو مسیح کے متعلق ہیں۔

اِسلئے ہمارے لئے ایک لڑکا تولّد ہوا اور ہم کو ایک بیٹا بخشا گیا اور سلطنت اُسکے کندھے پر ہوگی اور اُسکا نام عجیب مُشیر خُدا ایِ قادر ابدیت کا باپ سلامتی کا شاہزادہ ہوگا۔ اُسکی سلطنت کے اقبال اور سلامتی کی کچھ انتہا نہ ہوگی۔ وہ داؤد کے تخت اور اُسکی مملکت پر آج سے ابد تک حکمران رہیگا اور عدالت اور صداقت سے اُسے قیام بخشیگا ربّ الافواج کی غیوری یہ کریگی۔ (یسعیاہ ۹:۶۔۷)

جس اطمینان کی یسوع مسیح نے بات کی وہ اُمید بھروسہ اور ذہنی طور پر سکون کا مجموعہ ہے اور یہ خُدا کے ساتھ میل ملاپ کے وسیلہ سے ہی حاصل ہوتا ہے۔ اس طرح کی صلح کا ذکر فرشتوں نے یسوع مسیح کی پیدائش پر کیا ہے۔ ''عالمِ بالا پر خُدا کی تمجید ہو اور زمین پر اُن آدمیوں میں جن سے وہ راضی ہے صلح''۔ (لوقا ۲:۱۴)

یسوع مسیح نے پہاڑی وعظ میں اور اپنی خدمت کے دوران بھی اس کا ذکر کیا ہے۔ ''مبارک ہیں وہ جو صلح کراتے ہیں کیونکہ وہ خُدا کے بیٹے کہلائیں گے''۔ (متی ۵:۹) اُس نے ایسے اطمینان کا اپنی موت سے کچھ ہی دیر پہلے عشائے ربانی کے وقت بھی تذکرہ کیا ہے۔

پولُس رسول نے بھی اس طرح کے اطمینان کا ذکر کیا جو یسوع مسیح پر براہ راست ایمان لانے کا نتیجہ ہوتا ہے ''پس جب ہم ایمان سے راستباز ٹھہرے تو خُدا کے

ساتھ اپنے خداوند یسوع مسیح کے وسیلہ سے صلح رکھیں‘‘۔(رومیوں ۵:۱)
کیا ہم صلح رکھتے ہیں؟
خُدا کے ساتھ خُداوند یسوع مسیح کے وسیلہ سے

آزمائش پر فتح

بہت سے مسیحی اپنے صبر کا دامن چھوڑ دیتے ہیں کیونکہ وہ آزمائش میں مسلسل شکست کھاتے رہتے ہیں ۔ بہت سے مسیحی شک کرتے ہیں کیا ہمیں کبھی آزمائش پر فتح حاصل ہوگی بھی یا نہیں، وہ مایوسی کے عالم میں ہمت ہار جاتے ہیں ۔تاہم ایسا نہیں ہونا چاہیے خُدا نے ہمارے لئے ہر آزمائش پر فتح پانے کا انتظام کر رکھا ہے۔ ہمیں زندگی کی اس دوڑ میں اپنے حتمی نشان تک گھائل ہو کر شکستہ حالت میں لڑ کھڑاتے ہوئے جانے کی ضرورت نہیں بلکہ ہم زندگی کی اس دوڑ میں اپنی آنکھیں یسوع پر لگائیں جو ہمیشہ فتح سے ہمکنار کرتا ہے۔ خُدا نے ہمیں فاتح ہونے کے لئے ایک نمونہ دیا اور قوت بخشی ہے۔ حقیقی پیروکار آزمائشوں سے دوچار ہوں گے۔ باغِ عدن سے لے کر آج تک ہمیشہ آزمائشیں ہماری زندگی کا حصہ رہی ہیں آدم آزمایا گیا، نوح، ابراہام، موسیٰ، پطرس، پولُس، یوحنا یہ سب آزمائے گئے ۔آزمائشوں کے بغیر زندگی گزارنا ناممکن ہے تاہم کتابِ مُقدس میں مرقوم ہے کہ ''ہر آزمائش کے ساتھ خدا نے بچ نکلنے کی راہ بھی پیدا کر دی ہے۔

کتابِ مُقدس ایک ایسا عظیم نمونہ ہے جہاں ہم آزمائش پر مکمل فتح دیکھتے ہیں ۔جس طرح آپ اور میں آزمائے جاتے ہیں اُسی طرح یسوع بھی ہر اعتبار سے آزمایا گیا

تین ایسے اہم پہلو ہیں جس سے شیطان ایمانداروں کو آزماتا ہے۔

۱۔ جسم کی خواہش

۲۔ زندگی کی شیخی

۳۔ آنکھوں کی خواہش

متی ۴:۱ تا۱۱ آیت میں لکھا ہے کہ یسوع ان تینوں پہلوؤں کے اعتبار سے آزمایا گیا۔ ؔپہلے تو وہ جسم کی خواہش کے اعتبار سے آزمایا گیا۔شیطان نے چاہا کہ یسوع پتھروں کو روٹیوں میں تبدیل کر دے۔ ؔپھر شیطان نے یسوع پر یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی کہ اصل میں وہ کون ہے تا کہ وہ اپنے آپ پر فخر کرے۔شیطان یسوع سے بحث کرنے لگا کہ اگر تو خُدا کا بیٹا ہے تو اپنے آپ کو ہیکل کے کنگرے سے گرانے پر بھی تجھے کچھ ضرر نہ پہنچے گا ، یہ مغرور یا متکبر زندگی کی ایک تصویر ہے۔ ؔآخر میں یسوع آنکھوں کی خواہش کے اعتبار سے آزمایا گیا اُسے دُنیاوی بادشاہی دکھائی اور پیش کی گئی لیکن یسوع نے اپنے آپ کو شیطان کی آزمائشوں کے تابع نہیں کیا بلکہ اُس نے شریر کے پھندوں پر غالب آ کر ہمیں نمونہ دیا جس کے زریعے ہم بھی آزمائشوں پر غالب آ سکتے ہیں۔

یسوع نے ہر آزمایش میں کلامِ خُدا سے ابلیس کا مقابلہ کیا۔کتابِ مُقدس ابن آدم کے ہاتھوں میں ایک زبردست تلوار تھی جس سے اُس نے اُن تمام تخیلات کی دیواروں کو ڈھا دیا جو راہ میں حائل ہو رہی تھیں۔ ؔیسوع ہمارے لئے نمونہ ہے کہ ہم کس طرح آزمائشوں پر غالب آئیں۔ یسوع نے آزمائشوں پر غلبہ پانے کے

لئے جو ہتھیار استعمال کیا وہ ہمارے پاس بھی ہے۔ جب ہم یسوع کی آزمائشوں کو اُن کے پس منظر کے ساتھ دیکھتے ہیں تو پھر ہمیں پتا چلتا ہے کہ یسوع نے اپنے آزمائے جانے سے پہلے دریائے یردن پر لوگوں کے سامنے پانی کا بپتسمہ لیا تھا جو کہ اُس کی فرمانبرداری کا اظہار تھا۔ اُس وقت رُوح القدس کبوتر کی صورت میں اُس پر نازل ہوا تھا۔ یسوع اگرچہ خدا کا بیٹا تھا ہے اور ہمیشہ رہے گا اُس نے اپنا جلالی تخت چھوڑا اور بشری لبادہ اوڑھا، اُس نے ہماری طرح زندگی گزاری اور انسان ہونے کی حیثیت سے مکمل طور پر رُوح القدس پر بھروسہ کیا۔ جیسے ہمیں فتح پانے کے لئے رُوح القدس کی قوت کے حصول کی ضرورت ہے ویسے ہی یسوع کو بھی ضرورت تھی۔ آزمائشوں پر غالب آنا اپنے آپ کو رُوح القدس کے سپرد کرنا اور رُوح القدس کا ہم میں قائم رہنا ہی ہماری فتح کا منبع ہے۔ یسوع ہمارا نمونہ ہے اور رُوح القدس ہماراوسیلہ ہے۔ جب ہم رُوح القدس کے وسیلے یسوع کی طرف دیکھتے ہیں تو ہم آزمائشوں پر فتح سے بھی بڑھ کر غلبہ حاصل کرتے ہیں۔

غصے پر فتح

سب سے پہلے ہمیں کتابِ مُقدس کے حوالے سے غصے کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔کیا ہمیں غصہ کرنا چاہیے یا نہیں ؟اکثر اوقات میں دیکھتا ہوں کہ غصے کے مضمون سے متعلق مسیحی لوگ کافی اُلجھن کا شکار ہیں ۔ہم عموماً مسیحیوں کو غصہ کرتے اور پھر یہ بہانہ بناتے سُنتے ہیں کہ کتابِ مُقدس میں لکھا ہے کہ ''غُصہ تو کرو لیکن گناہ نہ کرو'' تاہم جس قسم کے غصے کا تجربہ آج لوگ کرتے ہیں وہ اس طرح کا غصہ نہیں جس کے متعلق کتابِ مُقدس فرماتی ہے کہ سورج کے غروب ہونے تک ہماری ناراضگی نہ رہے۔غصہ ایسی زندگی کی پیداوار ہے جو رُوح کے موافق نہیں بلکہ جسم کے مطابق بسر ہو رہی ہو خُدا کے حضور یہ قابل قبول نہیں بلکہ مکروہ ہے۔(گلتیوں ۵:۲۰)

ہم کس طرح کے غُصے کو گناہ کا نام دیتے ہیں ۔شوہر کا بیوی کو ڈانٹنا گناہ ہے یا پھر شوہر یا بیوی کا غُصے میں اپنے بچے کو مارنا گناہ ہے۔مسیحیوں کا خُداوند کے کام میں ایک دوسرے سے ناراضگی کا اظہار کرنا کوئی بہانہ نہیں بلکہ گناہ ہے۔ضرور ہے کہ ہم جسم کے کاموں کو پہچانیں۔

ہم غصے پر کیسے غالب آئیں ؟اگر ہم غصے کے بارے میں غور کریں تو پھر ہم اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ یہ رنج اور اذیت کے سبب سے پیدا ہوتا ہے۔ہم اس لئے

غُصہ کرتے ہیں کیونکہ ہم یہ محسوس کرتے ہیں کہ ہمارے ساتھ ناروا سلوک ہوا ہے کسی نے ہمیں دُکھ دیا، زخمی کیا ہے جس کی وجہ سے ہم اپنے دل میں نفرت وکڑواہٹ کے غیر فیصلہ کن احساسات پاتے ہیں جس کی وجہ سے ہماری زندگی میں غصے کا اظہار ہوتا ہے اور ہم وہ کام کرتے اور بات کہتے ہیں جو ہم لوگوں کو عام حالات میں نہیں کہتے۔

کتابِ مُقدس میں ایک ایسی کہانی ہے جس نے میری بڑی مدد کی کہ میں اپنے غصے کے احساسات پر غالب آؤں جو میرے دل میں اُبھرتے ہیں۔ یوسف کے ساتھ اُس کے بھائیوں نے بے انصافی کی۔ اگر غصہ کرنے کی کوئی وجہ کسی کے پاس ہوتی تو وہ یوسف ہی تھا لیکن بعد میں جب اُس نے اپنی زندگی میں اپنے بھائیوں کو دیکھا تو اُس نے یہ کہتے ہوئے اپنے ردعمل کا اظہار کیا کہ" تم نے تو مجھ سے بدی کرنے کا ارادہ کیا لیکن خُدا نے اس سے نیکی کا قصد کیا۔ پیدایش ۵۰:۲۰ حوالہ یوسف اس عظیم سچائی کو سمجھتا تھا کہ خُدا کا اُس کی زندگی کے لئے ایک خاص منصوبہ تھا اگرچہ وہ اپنے بھائیوں کے ساتھ جو چاہتا کر سکتا تھا تو بھی اُس نے ان حالات سے بہت آگے سوچا اور اُس نے خُدا کے ہاتھ کو اور اُس کی طرف سے مہیا کی جانے والی مدد کو دیکھا جس کے نتیجے میں اُس کے دل میں اُن کے خلاف کڑواہٹ اور غُصے کا کوئی بھی اظہار نہیں تھا بلکہ خاموشی کا ایک ایسا ماحول تھا جسے بیان نہیں کیا جا سکتا کیونکہ اُس کا دل محبت اور اطمینان سے بھرا ہوا تھا۔

یوسف جانتا تھا کہ خُدا قادرِ مُطلق ہے اور وہ اُس کی زندگی میں حکمرانی کر رہا ہے۔ ہم بھی یوسف کی طرح غُصے کے بھیانک لمحات پر غالب آسکتے ہیں جو ہماری زندگی کو اسیر بنائے ہوئے ہے ہمیں اپنے حالات کی طرف دیکھنے کی بجائے خُدا کی لامحدود قدرت پر بھروسہ کرنا چاہیے اور یہ احساس صرف اُسی وقت پیدا ہوگا جب ہم خُدا کے حضور دُعا مانگنے اور کلام میں وقت گزاریں گے۔

بُری خواہش پر فتح

بُری خواہش کا آغاز دل سے ہوتا ہے لیکن اس کا اظہار جسمانی عمل سے ہوتا ہے۔ اگر ہم بُری خواہش پر فتح پانا چاہتے ہیں تو پھر ضرور ہے کہ ہم اپنی زندگی کے اِن دونوں پہلوؤں پر کام کریں۔

پہلی بات داؤد خُدا کے دل کے موافق اُسے پیار کرتا تھا اور اُسی پر بھروسہ کرتا تھا۔ ایک شام جب داؤد اپنے گھر کی چھت پر تھا تو اُس کے دل میں گناہ اور جرم نے جنم لیا۔ اُس نے ایک حسین دوشیزہ کو جس کا نام بت سبع تھا دیکھا جو اُس وقت نہا رہی تھی۔ وہ بہت پیچیدہ لمحہ تھا جس میں داؤد کو ایک فیصلہ کرنا تھا کہ وہ اُس عورت کو مسلسل دیکھتا رہے یا پھر وہاں سے چلا جائے۔ بدقسمتی سے داؤد نے غلط فیصلہ کیا کہ اپنے دل کو بُری خواہش کے تابع کر دیا اور شکست خوردہ ہو گیا۔ ہم داؤد کی اس ناکامی سے بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں۔

ایک دفعہ علم الٰہی کے ایک بڑے معروف پروفیسر نے مجھ سے کہا کہ میں ایک اَسی سالہ بزرگ شخص سے بات کر رہا تھا جو مسیحی تھا۔ میں نے اس بزرگ سے پوچھا کہ حضور انسان عمر کے کس حصے میں پہنچ کر دل کی خواہش کا غلام نہیں ہوتا؟ اس بزرگ

شخص نے جواب دیا کہ مجھے معلوم نہیں لیکن میں ایک بات جانتا ہوں کہ اَسی سال کی عمر کے بعد بھی جب تک ہم اس جسم میں رہتے ہیں ہمارا اس بُری خواہش کے ساتھ پالا پڑتا رہتا ہے۔ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔

دوسری بات فتح یا شکست کا آغاز ہمارے دل کے فیصلوں کے مطابق ہوتا ہے۔ داؤد اُس خاتون کی طرف سے اپنا مُنہ ایک دم پھیر سکتا تھا لیکن اُس نے ایسا نہیں کیا بلکہ وہ اُس خاتون کو اُس وقت تک دیکھتا رہا جب تک کہ اُس کی بُری خواہش حاملہ نہ ہوئی۔ ابھی اُس نے زنا نہیں کیا تھا لیکن گناہ کا آغاز اُسکے دل سے ہو گیا تھا۔ اسی لئے خداوند یسوع مسیح نے اِس طرف اشارہ کیا کہ بُری خواہش ہی زنا کاری کی جڑ ہے۔

آخر کار داؤد نے اپنی بُری خواہش کو عملی جامہ پہنایا۔ اُس نے کسی کو بھیجا کہ وہ اُس خاتون کے متعلق معلومات فراہم کرے۔ پھر اُس کو اپنے ہاں بلایا اور اُس سے زنا کیا۔ پھر اس نے ایک اور منصوبہ بنایا کہ کس طرح اُس کے شوہر کو مار دیا جائے۔ سوچنے کا آغاز صرف دیکھنے سے ہوا اور اِس کے نتیجے میں داؤد اپنے بہترین سپاہی کو بھی قتل کروا بیٹھا۔ اگر ہم بُری خواہش پر فتح پانا چاہتے ہیں تو پھر جہاں شروع میں گناہ نے ہمارے دل میں جڑ پکڑی وہیں سے اس کا علاج کرنا چاہیے یہی عقلمندی ہے۔

حسد پر فتح

ہمارے باطن میں کچھ ایسے احساسات ہیں جن کے متعلق ہم سوچتے رہتے ہیں کہ میں ایسا کیوں بنایا گیا ہوں؟ حسد اُن احساسات میں سے ایک ہے جو ہمارے دل کے تاریک کونوں میں چھپا انتظار کرتا ہے کہ مناسب وقت پر باہر آؤں۔ حسد کی جڑیں عدمِ تحفظ کے یقین میں پائی جاتی ہیں اصل میں یہ احساس نقصان کے خوف سے پیدا ہوتا ہے اور آدمی حسد کرتا ہے کیونکہ اُسے یہ ڈر ہے کہ میں اپنی بیوی یا منگیتر کو کھو نہ دوں۔ ایک کام کرنے والا شخص دوسرے سے حسد کرتا ہے کیونکہ اُسے یہ ڈر ہے کہ کہیں میرا مقام یا مرتبہ ہاتھ سے جاتا نہ رہے۔ حسد کی جڑیں ڈر میں ہیں اور ڈر کی جڑیں عدم تحفظ میں ہیں۔

ہمارے باطن کے ان کاری زخموں کا صرف ایک ہی علاج ہے اور وہ یسوع پر ایمان لانا ہے۔ ایمان خوف کے برعکس ہے یسوع تحفظ کا وسیلہ ہے۔ حسد جو عدم تحفظ پر یقین کرنے کا پھل ہے اس پر ہم صرف یسوع پر ایمان لانے سے ہی فتح پا سکتے ہیں۔ یسوع ہمارا فاتح ہے اس دھرتی پر فضل سے معمور اور محفوظ شخصیت صرف وہی ہے جو ہماری چٹان، ہماری ڈھال اور ہمارا دفاع ہے جب طوفان ہمیں گھیر لیں تو وہی ہماری جائے پناہ ہے۔

جب مسیح میری زندگی میں آیا تو خُدا کی الٰہی محبت کی سچائی نے مجھے آزاد کر دیا تاہم عرصہ دراز سے حسد کے ساتھ میرا واسطہ پڑتا رہتا ہے۔ میں نے اس پر بار ہا قابو پانے کی کوشش کی مگر ناکام رہا۔ میں جتنی زیادہ کوشش کرتا اتنا ہی زیادہ حاسد ہوتا جاتا لہٰذا میں نے بڑی کوشش کی کہ حسد نہ کروں لیکن حسد مجھے ایسی دنیا میں لے گیا جہاں پر عدمِ تحفظ کی رُوح پائی جاتی ہے۔

ایک دن کسی نے مجھے یہ بھید بتایا کہ مسیحی زندگی میں کیسے فتح پائی جا سکتی ہے یہ میرے کچھ کرنے کی نہیں بلکہ دو ہزار سال پہلے یسوع نے جو صلیب پر کیا اس کی بات تھی کہ میں اپنی قوت پر نہیں بلکہ مسیح کے زور پر تکیہ کروں۔

اُس دن میں نے دُعا کی اور کہا "اے خداوند میں نے سچے دل سے حسد پر غالب آنے کی کوشش کی لیکن میں بُری طرح ناکام رہا اب میں تیرے بیٹے خُداوند یسوع پر ایمان لاتا ہوں کہ وہ میرے حسد پر مجھے فتح بخشے۔ میں اپنی زندگی میں اس مسئلے پر خود غالب نہیں آ سکتا لیکن وہ اس پر پہلے ہی غالب آ چکا ہے لہٰذا آج میں یسوع پر ایمان لاتا ہوں کہ وہ میرے حسد پر فاتح ہو۔ آمین

مجھے فتح مل گئی اور معلوم ہوا کہ ایمان چھلانگ مارنا نہیں بلکہ ایمان فتح مند زندگی گزارنے کا سفر ہے۔ مجھے یہ سیکھنا پڑا کہ ہر صبح جب میں جاگتا ہوں تو مجھے یسوع پر بھروسہ کرنے اور یہ کہنے کی ضرورت ہے "اے خدا میں اپنے حسد پر فتح پانے کے لئے تجھ پر بھروسہ کرتا ہوں" جب میں ایسا کرتا ہوں تو فتح پاتا ہوں۔ یسوع مجھے تحفظ بخشتا ہے لیکن جب میں اپنے زور سے مسیحی زندگی گزارنے کی کوشش کرتا ہوں

تو شکست کھاتا ہوں۔

حقیقی فتح اُسی وقت حاصل ہوتی ہے جب ہمارے پاس کھڑے ہونے کے لئے اور کوئی چٹان نہ ہو اگر یسوع مسیح ہی ہمارا محکم قعلہ اور چھپنے کی جگہ ہو تو پھر حسد پر غالب آنا ہمارے لئے مسئلہ نہیں رہتا۔ جب ہم اُس پر بھروسہ کرتے ہیں تو پھر تحفظ کا یقین ہمارے باطن میں جڑ پکڑتا ہے جس سے رُوح کے گہرے اور اُلجھے ہوئے مسائل ختم ہو جاتے ہیں، حسد اور عدم تحفظ تھرتھراتا اور کانپتا ہے۔ یسوع کے نام کا ذکر کرنے سے خوف جاتا رہتا ہے کیونکہ وہ زور آور اور قدرت والا ہے وہ فتح پا چکا ہے اور وہی ہمیں اپنی فتح سے ہمکنار کرتا ہے۔

مادہ پرستی پر فتح

ایک نہایت دلچسپ حقیقت جو آج کی دنیا میں نظر آتی ہے وہ یہ ہے کہ جو ممالک ترقی پزیر ہیں وہاں کلیسیا تیزی سے ترقی کر رہی ہے لیکن جو ترقی یافتہ ممالک ہیں وہاں کلیسیا زوال پذیر ہو رہی ہے۔ یاد رکھیں دولت اس بات کی گارنٹی نہیں کہ خدا کی بادشاہی ایک برادری، کلیسیا یا ایک قوم بن جائے گی۔ خدا کی بادشاہی مال ومتاع یا مادی اشیاء سے تعمیر نہیں ہوتی۔ اسی لئے یسوع نے کہا ''بلکہ تم پہلے اُس کی بادشاہی اور اُس کی راستبازی کی تلاش کرو تو یہ سب چیزیں تم کو مل جائیں گی'' (متی ۶: ۳۳)

دولت مند ہونا گناہ نہیں ہے اور پیسہ ہر برائی کی جڑ نہیں ہے بلکہ زر کی دوستی ہر طرح کی برائی کی جڑ ہے۔ میں کئی غریب لوگوں سے بھی ملا ہوں جو بہت ہی مادہ پرست تھے بات یہ نہیں کہ کس کے پاس کتنا پیسہ ہے جو اُسے مادہ پرست بناتا ہے بلکہ مادی اشیاء کے متعلق کسی شخص کے دلی رویے کی بات ہے۔ کسی بھی مسیحی کے پھنسنے کے لئے مادہ پرستی انتہائی بُری آزمائش ہے۔

اس طرح کی آزمائش پر ہم کیسے غالب آئیں؟ پہلے تو ہم اپنی نظریں یسوع پر لگائیں اور اُس کے طالب ہوں اور کہیں کہ ''میں اپنی زندگی میں کسی بھی چیز کی آرزو

کرنے سے زیادہ خُدا کی آرزو رکھوں گا''۔اس طرح کے رویے کا حقیقی امتحان یہ ہے کہ میں مال و دولت کے ہونے یا نہ ہونے میں کتنا زیادہ قناعت پسند ہوں۔ پولُس رسول اِس طرح کی قناعت کے متعلق جانتا تھا جو اُسے خُدا کے عرفان سے حاصل ہوئی تھی مسیح کو نہ صرف ہماری زندگی میں اولیت ملنی چاہیے بلکہ ہمارے دل بھی اُس کی بادشاہی کے طالب ہوں جب خُدا نے بنی اسرائیل سے دہ یکی کا تقاضا کیا تو اُس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ انہیں یاد دلا جائے کہ تمہارے لیے یہ سب کچھ کس نے مہیا کیا ہے آخر میں اُن تمام چیزوں کا خیال رکھنا ہے جو اُس کی بادشاہی کے متعلق ہیں جب تک وہ ایسا کرتے رہے خدا نے اُنہیں برکت بخشی اور اُن کے لئے مہیا کیا۔

مادہ پرستی کا شکار ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ہم خُدا کی بادشاہی کے لئے پیسہ دینے کے متعلق کیا سوچ رکھتے ہیں ۔اگر ہم خُدا کی عزت کرتے ہیں لیکن اپنی دولت کا بچا کھچا حصّہ خُدا کو دیتے ہیں تو حقیقت میں ہم مادہ پرستی کے پھندے میں پھنسے ہوئے ہیں لیکن اگر ہم اپنی ترجیحات کو درستی سے عمل میں لائیں اور اپنی خواہشات پر اُسے ترجیح دیں تو وہ ہماری ہر ایک ضرورت پوری کرے گا اور مادہ پرستی کی رُوح سے بچائے گا۔ مادہ پرستی کی رُوح سے بچاؤ کا ایک آخری طریقہ خُدا کی راستبازی کی تلاش کرنا ہے تب ہی ہم فتح پا سکیں گے لہٰذا خُدا کے احکامات کے ساتھ سمجھوتہ کرنے کے لئے آپ کیا کر سکتے ہیں؟

بے لگام زبان پر فتح پانا

کلامِ خُدا میں یوں مرقوم ہے کہ ’’اگر کوئی اپنے آپ کو دیندار سمجھے اور اپنی زبان کو لگام نہ دے بلکہ اپنے دل کو دھوکا دے تو اُس کی دینداری باطل ہے‘‘ (یعقوب ۱:۲۶)

ہمارے دل کی پاکیزگی کی پہچان یہ ہے کہ ہم کیسے اپنی زبان کا استعمال کرتے ہیں جس سے پتہ چلتا ہے کہ ہم کس طرح کی مسیحی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اگر ہم اپنی زندگی کے ان پہلوؤں پر فتح پالیں تو اُمید ہے کہ ہم کسی بھی طرح کے آتشی تیروں کو بجھا سکیں گے۔ ہم اپنے کلام (باتوں) کے ذریعے بچے کے جذبات کی تعمیر کر سکتے ہیں یا اُنہیں تباہ کر سکتے ہیں۔ ہم اپنے رابطے کے ذریعے ہی اچھی ازدواجی زندگی گزار سکتے ہیں یا تعلقات کو بُری طرح بگاڑ سکتے ہیں۔ یہ نہایت اہم بات ہے کہ انسان اس چھوٹے سے عُضو یعنی انسانی زبان کو رُوح القدس کے قابو میں کر دے لیکن سوال یہ ہے کہ ’’ہم ایسا کس طرح کریں‘‘

پہلی بات سچ بولیں کیونکہ یسوع سچائی ہے۔ جب ہم نجات دہندہ کے متعلق بات کرتے ہیں تو پاک روح ہماری زندگیوں میں کام کرتا ہے تا کہ یسوع کو جلال دے۔ اس لئے جہاں تک ممکن ہو ہم یسوع کے متعلق دوسروں سے بات کرنے

والے بنیں۔

دوسری بات آپ ہمیشہ وہی الفاظ کہیں جو دوسروں کے لئے برکت کا باعث ہو۔جن سے لوگوں کی ترقی ہو نہ کہ ان کی تنزلی۔

تیسری بات جب آپ کو محسوس ہو کہ آپ غصے میں ہیں تو اپنی زبان کو لگام دیں اور یہ ٹھان لیں کہ جب بھی آپ غصے میں ہوں تو ردعمل کے اظہار سے پیشتر تیس تک گنتی گنیں اکثر دیکھا گیا ہے کہ بات زیادہ اُس وقت بگڑتی ہے جب ہم ایک دم اُس کا جواب دیتے ہیں ایسے لمحات میں رُوح القدس سے درخواست کریں کہ وہ آپ کی زبان کا کنٹرول سنبھالے۔اُس سے درخواست کریں کہ وہ آپ کو وہی الفاظ ادا کرنے کی قوت بخشے جن میں باپ کی خوشنودی ہے۔جب ہم اپنی زبان کو خُدا کے کنٹرول میں دیں گے اس سے نہ صرف ہمیں اپنے ایمان کا پتہ چلے گا بلکہ ہم زندگیوں کو تبدیل ہوتے ہوئے بھی دیکھیں گے۔جی ہاں! جو کلام ہم کرتے ہیں اس کے ذریعے زندگیاں تبدیل ہوسکتی ہیں بشرطیکہ ہم رُوح القدس کی قدرت سے کلام کریں اور صرف وہی کہیں جو خُدا کے جلال اور اس کی خوشنودی کا سبب ہو۔

فریب پر فتح

فریب کیا ہے اور یہ اتنا غلط کیوں ہے؟
اگر کسی کی زندگی میں فریب دینا معمول رہا ہے تو وہ فتح کیسے پا سکتا ہے؟

سچائی اور جھوٹ ایک ہی گھر میں اکھٹے نہیں رہ سکتے ،فریب عام طور پر آدھا سچ ہوتا ہے لیکن پورا سچ یعنی سچ کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا۔فریب جھوٹ سے زیادہ مختلف نہیں ہوتا کیونکہ جھوٹ سچائی کا براہ راست متضاد ہے جو زیادہ خطرناک ہے۔سادہ لفظوں میں یہ پوری سچائی کا بیان نہیں کرتا جس میں خودغرضی کی خواہشات اور اپنا مفاد شامل ہوتا ہے۔

انصاف کی تعمیر سچائی پر ہی ہوتی ہے اُس کے بغیر انصاف نہیں ہوسکتا۔جب سچائی کے ساتھ سمجھوتا ہوجائے تو پھر انصاف کا کام تمام ہوجاتا ہے لیکن ایک مسیحی کے لئے تو اور بھی پیچیدہ مسئلہ ہے۔ایماندار کی زندگی کا مقصد یہ ہے کہ وہ مسیح کی مانند بنے۔ کتابِ مُقدس میں یسوع کا ایک بیان مجھے بہت حیران کرتا رہتا ہے جو یوحنا رسول رُوح القدس سے الہام پا کر یسوع کے بارے میں بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ وہ ''فضل اور سچائی سے معمور تھا'' (یوحنا ۱: ۱۴)

جب ہم نجات دہندہ کی طرف دیکھتے ہیں تو ہمیں مکمل طور پر سچائی اور فضل ملتا ہے۔ ایک طرف تو وہ انصاف کے لئے جبکہ دوسری طرف معافی کے لئے پکارتا ہے۔ یسوع میں نہ تو آدھی سچائی ہے اور نہ ہی نامکمل معافی ہے۔اُس کا معیار مکمل طور پر سچائی اور کاملیت ہے جو کہ مکمل طور پر معافی ہے۔بس یوں کہا جا سکتا ہے کہ یسوع ہی ہے جس میں کسی بھی طرح کا فریب نہیں وہ مکمل اور حتمی سچائی ہے۔ہمیں اُس کی معافی کا تجربہ کرنا ہے اس لئے ہمیں اپنی زندگی کی گندگی سے پاک ہونے کی ضرورت ہے۔ ادھوری سچائی کی کوئی جگہ نہیں وہ مکمل طور پر فریب کی طرف جاتی ہے۔

اگر ہم فریب کی رُوح پر غلبہ پانا چاہتے ہیں تو پھر ہمیں دُکھ سہہ کر بھی دیانتدار ہونا ہے ”اگر ہم کہیں کہ ہم بے گناہ ہیں تو اپنے آپ کو فریب دیتے ہیں اور ہم میں سچائی نہیں اگر ہم اپنے گناہوں کا اقرار کریں تو وہ ہمارے گناہوں کے معاف کرنے اور ہمیں ساری ناراستی سے پاک کرنے میں سچا اور عادل ہے“(۱۔یوحنا۱:۸۔۹)
فاتحانہ مسیحی زندگی صرف سچائی کی تیز روشنی میں ہی نظر آ سکتی ہے۔

بُری عادات پر فتح

ہر شخص اپنی زندگی میں خواہ اچھی ہوں یا بُری عادات ضرور اپناتا ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ بُری عادات ہماری زندگیوں میں ایک ایسا قلعہ ہے جس تک شیطان کی رسائی ہے اور وہ اس لائق ہے کہ ہمیں اس فتح سے محروم رکھے جو دو ہزار سال پہلے یسوع مسیح نے ہمارے لئے مہیا کر دی ہے۔ بُری عادت ایک جسمانی عمل ہے جو ہمارے لئے نقصان اور خُدا کی ناراضگی کا سبب ہو سکتی ہیں ۔ یہ عادات ہماری زندگیوں میں کیسے آئی ہیں اور ہم ان سے کیسے آزادی حاصل کر سکتے ہیں؟

ہم میں ساری عادات بُری نہیں بلکہ ان میں اچھی عادات بھی ہیں جن کا ہماری زندگی میں ہونا بہت ضروری ہے کیونکہ ہم اسی طور پر بنائے گئے ہیں۔ اگر ہم کھانے کو بالترتیب کھائیں تو اچھی عادت ہے اور ہماری فطرت کا حصہ ہے لیکن اگر ہم ضرورت سے زیادہ کھائیں تو پھر یہ ہماری بُری عادت بن جائے گی جو ہماری تباہی کا سبب ہو سکتی ہے۔ کوئی بھی ایسی بات جو بظاہر درست معلوم ہو لیکن جب ہم اس کا ناجائز استعمال کرتے ہیں تو یہ بُری عادت کہلاتی ہیں۔ کچھ لوگ یہ سوچتے ہیں کہ اگر ہماری قوتِ ارادی کافی مضبوط ہے تو پھر ہم اپنی بُری عادت پر غالب آسکتے ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ کچھ لوگوں کی قوتِ ارادی کافی مضبوط ہوتی ہے تاہم مجھے کبھی ایسے شخص سے ملنے کا اتفاق نہیں ہوا جس میں یہ قابلیت ہو کہ وہ اپنی بُری عادات اور رویے پر فتح پا سکے۔اس دنیا میں صرف یسوع ہی ہے جس کے پاس زندگی کی تمام بُری عادات پر فتح کی چابی ہے ایسی بُری عادات جو ہمارے چال چلن کو بگاڑ دیتی ہیں اُن سے صرف یسوع ہی ہمیں آزاد کر سکتا ہے۔

میں نے دیکھا کہ شرابیوں نے مسیح کے وسیلہ سے شراب نوشی پر فتح پائی۔منشیات کے انتہائی عادی لوگوں نے یسوع مسیح کی قدرت کے وسیلے سے نشے کی لعنت پر فتح پائی خواہ کوئی کیسی ہی عادت میں مبتلا کیوں نہ ہو اُسے یہ جاننے کی ضرورت ہے کہ یسوع نے ہر بُری عادت پر فتح میسر کر دی ہے خواہ وہ کتنی ہی چھوٹی یا بڑی بات کیوں نہ ہو اُس پر فتح پائی جا سکتی ہے۔ہم جان لیں کہ خُدا کے لئے نہ تو یہ ناممکن ہے اور نہ ہی مشکل۔خُدا ناممکن کو ممکن بنانے میں ماہر ہے ''یسُوع نے اُن کی طرف دیکھ کر کہا کہ یہ آدمیوں سے تو نہیں ہو سکتا خُدا سے سب کچھ ہو سکتا ہے'' (متی ۱۹:۲۶) آپ کی زندگی میں ایسی کون سی عادت ہے جو مسلسل آپ کو پستی کی کھائی میں دھکیل رہی ہے یسوع کی طرف دیکھیں وہ آپ کو ہر بُری عادت پر فتح بخشے گا۔

ہر ایک خیال کو قید کرنا

زندگی میں جب ہم کسی کشمکش میں مبتلا ہوتے ہیں تو اُس کا تعلق ہماری باطنی انسانیت سے ہوتا ہے بیرونی لڑائی اصل میں ہماری اس گہری باطنی قدورت کا نتیجہ ہوتی ہے جو ماضی میں پروان چڑتی رہی ہے اگر ہم واقعی اپنی بُری عادات اور اعمال وافعال کے غلط رویے پر فتح پانا چاہتے ہیں تو پھر ضرور ہے کہ ہم اپنے باطنی احساسات اور خیالات میں تبدیلی لائیں۔

پولُس رسول کرنتھس کی کلیسیا کو خط میں لکھتے ہوئے فرماتا ہے" چنانچہ ہم تصورات اور ہر ایک اونچی چیز کو جو خُدا کی پہچان کے برخلاف سر اُٹھائے ہوئے ہے ڈھا دیتے ہیں اور ہر ایک خیال کو قید کر کے مسیح کا فرمانبردار بنا دیتے ہیں"
(۲۔کرنتھیوں ۱۰:۵)

پولُس رسول اُس روحانی جنگ کے متعلق بات کر رہا تھا جو ہر مسیحی کو درپیش ہے وہ سمجھتا تھا کہ زندگی میں سب سے بڑے تضاد رُوحانی ہیں اور اس کے لئے جنگ کا میدان ایماندار کا ذہن ہے اس سے قبل کہ کوئی شخص مسیح کو شخصی طور پر جانے وہ گناہ کا اسیر ہوتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہ ہمارا ظاہری طرزِ زندگی خُدا کے اُس منصوبے کے برعکس ہوتا ہے جو خُدا ہماری زندگی کے لئے رکھتا ہے اس طرح کے

خیالات اور نمونوں کے قائم ہونے کے لئے مہینے اور سال لگتے ہیں جب ہم مسیح کو پہچان لیتے ہیں تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ اس کے بعد ہمارا واسطہ غلط خیالات سے نہیں پڑتا بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اب ہم گناہوں کے غلام نہیں ہیں۔

ہمیں سیکھنا ہے کہ ہر ایک خیال کو مسیح کے تابع کیسے کریں۔ میں نے ایک ایسے گھر میں پرورش پائی جہاں میں بہت زیادہ تنقید کا نشانہ بنا میرے والد بہت تنقیدی تھے۔ وہ حالات کے مطابق اکثر میری باتوں پر اور میرے کاموں پر تنقید کرتے رہتے۔ تنقیدی رُوح اور تجرباتی رُوح میں بڑا فرق ہے۔ تنقیدی رُوح حالات کو دیکھتی اور ہمیشہ اُن پر تنقید کرتی ہے۔ اس لئے ہمیں حالات کو نہیں بلکہ یسوع مسیح کو دیکھنا ہے اُس کو دیکھنے ہی سے ہماری سوچ مثبت ہوگی اور ہم ہر ایک خیال کو قید کر کے مسیح کا فرمانبردار بنا دیں گے۔

اس لئے تجربہ سے معلوم کرتے رہیں کہ خُدا کی کیا مرضی ہے۔

میرے ساتھ مل کر دُعا کریں

ایسا ممکن ہے کہ آپ نے بڑی جستجو اور صاف دلی سے اِس کتاب کو پڑھا ہو اور پھر بھی اپنی زندگی کے معاملات کی وجہ سے مایوس ہوں، میں چاہتا ہوں کہ آپ کی مدد کروں اور آپ کی ہمت بڑھاؤں تا کہ آپ یسوع مسیح کو اپنا شخصی نجات دہندہ قبول کرتے ہوئے اپنے دل میں خوش آمدید کہہ پائیں۔

آپ کو کسی قسم کا انتظار کرنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ کوئی بھی صاف دل پیار اور محبت کرنے والے خُدا کے پاس کسی بھی وقت جا سکتا ہے، اس لئے میں آپ کو دعوت دیتا ہوں کہ آئیں ہم اِسی وقت دُعا کریں۔

اگر ممکن ہو تو اپنے سر کو جھکائیں اور گھٹنوں کے بل ہو جائیں۔

میری دُعا

خُدا باپ میں تیرا شکر ادا کرتا ہوں اس اعزاز کے لئے کہ میں تیرے اس بیٹے/ بیٹی کے ساتھ مل کر تیرے حضور میں ہوں جس نے اِس کتاب کو پڑھا اور اپنا دل تیرے لئے کھول کر اس کا اظہار کیا ہے۔ میں تیرے اِس وعدہ کے لئے تیری حمد کرتا ہوں کہ آپ نے فرمایا کہ جب بھی ہم مدد اور رہنمائی کے لئے آپ کو پکاریں گے تو آپ ضرور جواب دیں گے۔

میں جانتا ہوں اِس دل میں حقیقی فروتنی موجود ہے اِس لئے ہم تیرے بیٹے اور اپنے خُداوند یسوع کے نام سے تیرے حضور آتے اور تیرا شُکر ادا کرتے ہیں۔

اب آپ کی باری ہے۔

آپ کی دُعا

پیارے خُدا میں بڑے ایمان کے ساتھ تیرے حضور آتا/آتی ہوں کہ آپ مجھ سے پیار کرتے ہیں اور میری فکر کرتے ہیں۔آپ نے اپنے بیٹے کو بھیجا کہ وہ میرے لئے صلیب پر جان دے تاکہ میں ہر اُس فعل سے جو آپ کی نظر میں بُرا ہے اپنے گُناہوں کا اقرار کر کے مخلصی پاؤں۔جس کے لئے میں آپ کا شکر ادا کرتا/کرتی ہوں۔

میں اپنی زندگی آپ کے حوالہ کرتا/کرتی ہوں اور اپنی بُری راہوں سے پھر کر آپ کی راہ پر ہو لیتا/لیتی ہوں اور میں آپ کے رُوح القُدس کو دعوت دیتا/دیتی ہوں کہ مجھ میں آئے۔آپ کا شکر ہو کہ آپ نے میری دُعا کو سُنا اور قبول کیا ہے۔

یسوع کے نام میں آمین۔

مسیحی ایماندار روزمرہ کے معاملات میں اِس قدر اُلجھ جاتے ہیں کہ وہ رُوحانی ترقی نہیں کر پاتے جس کی وجہ سے اُن کی زندگی میں مایوسی اور ناکامی بڑھ جاتی ہے۔ فتح مند زندگی نہ صرف ایماندار کے حوصلے کو بڑھاتی ہے بلکہ اُن کی زندگی کے کمزور پہلوؤں پر بھی روشنی ڈالتی ہے، اِس لئے میں بڑے ایمان کے ساتھ آپ کو یہ کتاب پڑھنے کی درخواست کرتا ہوں تاکہ آپ فتح مند مسیحی زندگی بسر کرسکیں۔

مصنف کے بارے میں

آپ ایوری ہوم فار کرائسٹ کے ڈائریکٹر اور اُئیکوس تحریک کے رُوح رواں ہونے کے ساتھ ساتھ ایک ہر دل عزیز مصنّف اور مشنری کی حیثیت سے نوجوان نسل کے لئے خاص بوجھ رکھتے ہیں۔ آپ 22 سے زائد کُتب کے مصنّف ہیں اور اپنے خُداوند یسوع سے عشق کی وجہ سے جانے جاتے ہیں۔ آپ متلاشیوں کی رہنمائی، ایمانداروں کی حوصلہ افزائی، صلاح کاری اور لٹریچر کی مفت تقسیم کے ذریعے خُداوند کی خدمت میں مصروفِ عمل ہیں۔ آپ کی کتب ”فتح مند زندگی“ کی دس لاکھ کاپیاں، ”بائبل کے نوجوان“ کی چار لاکھ کاپیاں جبکہ ”جنسی خواہش“ کی دو لاکھ سے زائد کاپیاں تقسیم ہو چکی ہیں۔ آپ ایک مخلص، ملنسار اور رُوح اُلقدس سے معمور خادم ہیں۔ آپ نسلِ نو کے لئے برکت اور خُدا کے جلال کا باعث ہیں۔

EVERYHOME